Digitized by Khilafat Library Rabwah

Regd. L. No. 5588

اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوٰۃ فیہا

مصباح

ربوہ

جولائی سنہ ۱۹۵۱ء

قیمت فی پرچہ	سالانہ چندہ
۸ آنے	۶ روپئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حفظانِ صحت علاج سے اچھا ہے!

اور

علاج بیماری سے اچھا ہے!

دواخانہ خدمتِ خلق طبِ یونانی کا بہترین دواخانہ ہے۔ اس کی دوائیں پاکستان، ہندوستان اور بیرونی ممالک میں نہایت ہی قدر کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ دوائی ہمیشہ معتبر دکان سے لینی چاہیئے۔ خراب، سستے یا بیکار اجزاء ڈال کر دواخانہ بیماروں کو موت کے گھاٹ بھی اُتار سکتا ہے۔ ہماری چند دوائیں ذیل میں درج ہیں۔ مگر ہر قسم کی مفرد اور مرکب ادویہ ہمارے پاس سے مل سکتی ہیں۔

۱۔ **سُرمہ ممیرا خاص**:۔ آنکھوں کی جملہ بیماریوں کا علاج اور بینائی کو طاقت بخشنے والا بہترین سُرمہ۔ قیمت ۳ ماشہ کی شیشی ۱۵؍ ۶ ماشہ کی شیشی ۱؎ ایک تولہ کی شیشی ۳؎۔

۲۔ **تحسین منجن**:۔ دانتوں اور مسوڑھوں کی تمام بیماریوں کا بہترین علاج اور دانتوں کو موتی کی طرح صاف [illegible] والا منجن ہے۔ قیمت ۴؍ فی تولہ۔

۳۔ **تریاقِ کبیر، یا گھر کا ڈاکٹر**۔ ہر قسم کی تیز بیماریوں کا فوری علاج۔ امرت دھارا سے بہت زیادہ مفید۔ ہر گھر میں ایک شیشی ہونی ضروری ہے تاکہ ہر بیماری کا بروقت علاج ہو سکے۔ قیمت نمونہ کی شیشی ۱۰؍ چھوٹی شیشی ۱؎ بڑی شیشی ۶؎۔

۴۔ **محافظِ نسواں یا اٹھرا کی گولیاں**:۔ جن عورتوں کے بچے ضائع ہو جاتے ہوں یا بچپن میں ہی مر جاتے ہوں یا لڑکیاں ہی لڑکیاں پیدا ہوتی ہوں، اس کا بے نظیر علاج۔ یہ دوا بازار کی دوسری اٹھرا کی گولیوں کی طرح نہیں اُن سے بہت بہتر ہے۔ قیمت پورا کورس (۱۹؎) انیس روپے۔

ملنے کا پتہ

دواخانہ خدمتِ خلق۔ ربوہ ضلع جھنگ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اَللّٰہُ نُوْرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ مَثَلُ نُوْرِہٖ کَمِشْکٰوۃٍ فِیْھَا

مِصْبَاحٌ

ماہنامہ

مصباح

جلد ۲۲ نمبر ۷

احمدی مستورات کا علمی و ادبی ماہوار رسالہ

زیرِ انتظام لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

بابت ماہ

وفا ۱۳۳۰ ہش - جولائی ۱۹۵۱ء

مدیرہ

امۃ اللہ خورشید

فہرست مضامین!!

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام، ———

——— پیش کردہ - شمیم افزا مسعود و مسعودہ محمد اعزاز لاہور، ۳

ذکر حبیب، حضرت مفتی محمد صادق صاحب، ۳

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد (نظم) ———

——— کیپٹن ڈاکٹر محمود احمد صاحب لاہور، ۴

کالج کی طالبات سے ہمارے آقا کا روح پرور خطاب، ۵

احساس (نظم) مصلح الدین احمد صاحب راجیکی، ۲۵

اسلامی قانون طلاق، ماخوذ از سیرۃ خاتم النبیین مصنفہ صاحبزادہ

——— مرزا بشیر احمد صاحب ایم - اے، ۲۶

ایک عزیزہ کے نام خط، نصیرہ نزہت صاحبہ، ۲۹

اسلامی عفو اور شجاعت، سلیمہ قدسیہ ربوہ، ۳۲

دعائے شکر مسرت، شمیم، ۳۳

حضرت آمنہ رضی بنت وہب، محترمہ امۃ المجید صاحبہ ایم - اے ۳۴

مولوی کرم دین بھیلمی، مکرم شیخ محمد نذیر صاحب فاروقی، ۳۸

سُبْحَانَ اللّٰہِ وَبِحَمْدِہٖ، مکرم عبد السلام صاحب اختر

——— ایم - اے، ۴۱

نتیجہ امتحان قرآن مجید تیسرا پارہ اور کتاب تجلیات الٰہیہ ———

——— سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ، ۴۳

المائدہ، بشریٰ ناہید قریشی لاہور، ۴۴

کشیدہ کاری، حسن آرا بٹ گوجرخاں ۴۶

وصایا، ۴۸

(شیخ خورشید احمد شاد پرنٹر و پبلشر نے پنجاب الیکٹرک پریس لائلپور میں چھپوا کر

دفتر رسالہ مصباح ربوہ ضلع جھنگ سے شائع کیا)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام

پیش کردہ:۔
شمیم افزاء سعید و مسعودہ صمد لاہور

(۱) قول اور فعل میں مطابقت ضروری ہے۔

"اللہ تعالیٰ کا خوف اِسی میں ہے کہ انسان دیکھے کہ اس کا قول و فعل کہاں تک ایک دوسرے سے مطابقت رکھتا ہے۔ پھر جب دیکھے کہ اس کا قول و فعل برابر نہیں تو سمجھ لے کہ وہ موردِ غضب الٰہی ہوگا۔ جو دل ناپاک ہے خواہ اس کا قول کتنا ہی پاک ہو وہ دل خدا کی نگاہ میں قیمت نہیں پاتا بلکہ خدا کا غضب مشتعل ہوگا۔ پس میری جماعت سمجھ لے کہ وہ میرے پاس آئے ہیں اِسی لئے کہ تخم ریزی کی جائے جس سے وہ پھلدار درخت ہو جائے۔ پس ہر ایک اپنے اندر غور کرے کہ اس کا اندرونہ کیسا ہے اور اس کی باطنی حالت کیسی ہے۔ اگر ہماری جماعت بھی خدانخواستہ ایسی ہے کہ اس کی زبان پر کچھ ہے اور دل میں کچھ ہے تو پھر خاتمہ بالخیر نہ ہوگا۔ اللہ تعالےٰ جب دیکھتا ہے کہ ایک جماعت جو دل سے خالی ہے محض زبانی دعوے کرتی ہے۔ وہ غنی ہے وہ پرواہ نہیں کرتا۔"

(ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام جلد اوّل صفحہ ۱)

۲۔ دعوے کا عملی حالت کے مطابق نہ ہونا خدا کے غضب کو بھڑکاتا ہے:۔

"معصیت کا بھی ایک سیاہ داغ دل پر ہوتا ہے۔ صغائر سہل انگاری سے کبائر ہو جاتے ہیں۔ صغائر وہی چھوٹا داغ ہوتا ہے جو بڑھ کر آخر کار کُل مُنہ کو سیاہ کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جیسے رحیم و کریم ہے ویسا ہی قہار اور منتقم بھی ہے۔ ایک جماعت کو جب دیکھتا ہے کہ اِن کا دعویٰ اور لاف و گزاف تو کچھ ہے اور اِن کی عملی حالت ایسی نہیں تو اِس کا غیظ و غضب بڑھ جاتا ہے۔ پھر ایسی جماعت کی سزادہی کے لئے وہ کفّار کو تجویز کرتا ہے..... اِس کا باعث یہی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ دیکھتا ہے کہ قوم لا الٰہ الا اللہ تو پکارتی ہے لیکن اُس کا دِل اَور کسی طرف ہے اور اپنے افعال سے وہ بالکل رُو بدنیا ہے تو پھر اس کا قہر اپنا رنگ دکھاتا ہے۔" (ملفوظات جلد ۱ صفحہ ۲)

۳۔ ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جائے۔

"دیکھو یہ دن ابتلا کے دن ہیں۔ وبائیں ہیں۔ قحط ہے۔ غرض اِسوقت خدا کا غضب زمین پر نازل ہو رہا ہے ایسے وقت میں اپنے آپکو دھو کا مت دو اور صاف دل سے اپنی کوئی پناہ بنا لو۔ یہ بیعت اور توبہ اُس وقت فائدہ دیتی ہے جب انسان صدق دلی اور اخلاص نیّت سے اس پر قائم اور کاربند بھی ہو جائے۔ خدا خشک لفاظی سے جو حلق کے نیچے نہیں جاتی خوش نہیں ہوتا۔ ایسے بنو کہ تمہارا صدق اور وفا اور سوز و گداز آسمان پر پہنچ جائے۔ خدا تعالیٰ ایسے شخص کی حفاظت کرتا اور اسکو برکت دیتا ہے جسکو دیکھتا ہے کہ اسکا سینہ صدق و محبت سے بھرا ہوا ہے وہ دلوں پر نظر ڈالتا اور جھانکتا ہے نہ کہ ظاہری قیل و قال پر۔ جس کا دل ہر قسم کے گند اور ناپاکی سے مبرّا اور معرّا پاتا ہے اس میں آ اترتا ہے اور اپنا گھر بناتا ہے۔ مگر جس دل میں کوئی کسی قسم کا بھی رخنہ یا ناپاکی ہے اس کو لعنتی بناتا ہے۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیکھو جس طرح تمہارے عام جسمانی حوائج کے پورا کرنے کے واسطے ایک مناسب اور کافی مقدار کی ضرورت ہوتی ہے اسی طرح تمہاری روحانی حوائج کا حال ہے۔ کیا تم ایک قطرہ پانی زبان پر رکھ کر پیاس بجھا سکتے ہو۔ کیا تم ایک ریزہ کھانے کا منہ میں ڈال کر بھوک سے نجات حاصل کر سکتے ہو؟ ہرگز نہیں۔

بس اسی طرح تمہاری روحانی حالت معمولی ہی تو بہ یا کبھی کسی ٹوٹی پھوٹی نماز یا روزہ سے سنور نہیں سکتی۔ روحانی حالت کے سنوارنے اور اس باغ کے پھل کھانے کے لئے بھی تم کو چاہیئے کہ اس باغ کو وقت پر خدا کی جناب میں نمازیں ادا کر کے اپنی آنکھوں کا پانی پہنچاؤ اور اعمال صالحہ کے پانی کی نہر سے اس باغ کو سیراب کرو تا وہ ہرا بھرا ہو اور پھلے پھولے اور اس قابل ہو سکے کہ تم اس سے پھل کھاؤ۔ یاد رکھو کہ ایمان بغیر اعمال صالحہ کے ادھورا ایمان ہے۔ کیا وجہ ہے کہ اگر ایمان کامل ہو تو اعمال صالحہ سرزد نہ ہوں۔ اپنے ایمان اور اعتقاد کو کامل کرو ورنہ کسی کام کا نہ ہوگا۔" (الحکم ۱۳ر مارچ سنہ ۱۹۰۳ء)

ذکرِ حبیب

حضرت مفتی محمد صادق صاحب ربوہ

تسبیح:۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی زندگی میں ہم جوان تھے۔ طبیعت میں چستی اور ہوشیاری تھی۔ ہر موقع پر حضورؑ کی مجلس میں میری یہ کوشش ہوتی تھی کہ حضورؑ کے قریب تر رہوں اور حضورؑ کی سب باتیں سنوں۔ نماز میں بھی میری کوشش یہی رہتی تھی کہ امام کے پیچھے صفِ اوّل میں حضورؑ کے ساتھ کھڑا ہوں۔ عموماً حضورؑ خود نماز نہیں پڑھایا کرتے تھے۔ پہلے مولوی عبدالکریم صاحبؓ مسجد مبارک میں امام ہوتے تھے۔ اُن کی وفات کے بعد حضرت مولوی حکیم نورالدین صاحبؓ امام الصلوٰۃ ہوتے تھے۔

حضورؑ جب مسجد میں آکر بیٹھتے تھے تو اگر کوئی باتیں نہ ہو رہی ہوں تو حضورؑ آہستہ آہستہ سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہتے تھے۔ میں حضورؑ کے بہت قریب بیٹھ کر سننے کی کوشش کرتا تھا کہ حضورؑ کیا فرماتے تھے۔ مجلس کی خاموشی کے وقت حضورؑ سبحان اللہ سبحان اللہ کہتے رہتے تھے۔ حضورؑ سے یہ عادت بعض اُسی وقت کے صحابہؓ میں اب تک ہے چنانچہ میں نے دیکھا کہ حاجی غلام حسین صاحب جواب افریقہ گئے ہوئے ہیں اُن کی بھی یہ عادت ہے۔ اِس کلمہ میں اللہ تعالیٰ کی پاکیزگی اور عزت و عظمت کا اظہار و اقرار ہے۔ خداوند کریم کی جس صفت کا مومن وِرد کرتا ہے اُس کے معنی اور مطلب کے مطابق مومن کو روحانی برکات حاصل ہوتی ہیں۔ پس سُبحان اللہ کے وِرد سے مومن کو پاکیزگی حاصل ہوتی ہے اور پاک اور نیک کاموں کی توفیق ملتی ہے۔

وَاللّٰہُ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ۔ وَھُوَ اَرْحَمُ الرَّاحِمِیْنَ +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد

کیپٹن ڈاکٹر محمود احمد صاحب
ایم۔ بی بی۔ ایس۔ لاہور

مبارک ہو مبارک مہدیٔ آخر زماں آیا — خدائے پاک کی رحمت کا وہ لیکر نشاں آیا
خوش الحاں طائروں نے یہ چمن میں نغمہ خوانی کی — "مسرت کا سماں آیا مسرت کا سماں آیا"
قدم لینے کو دوڑے حور و غلماں باغِ جنت سے — کچھ اس انداز سے فخرِ حسینانِ جہاں آیا
مہ و انجم بھی دیتے ہیں نویدِ آمدِ مہدی — شہادت بارہا دینے کو اسکی آسماں آیا
جو تھے مشتاقِ دیدارِ رُخِ زیبا پکار اُٹھے — خوشا راحت رساں بنکر مسیحِ قادیاں آیا
گلستانِ محمدؐ پر مسلط تھی خزاں لیکن — وہ آیا اور لیکر اک بہارِ جاوداں آیا
یکایک نخلِ ایماں میں ہوئے برگ و ثمر پیدا — کہ جب کا گلشنِ احمدؐ کا بنکر باغباں آیا
مکاں سے لامکاں تک جلوہ افشانی کا چرچا تھا — چراغِ طور کی صورت وہ جب سحر البیاں آیا
مٹایا ظلمتوں کو جس نے وہ ماہِ مبیں چمکا — بہایا بدعتوں کو جس نے وہ آبِ رواں آیا
بڑھائے مرتبے دنیا میں جس نے حق پرستوں کے — کرم فرمائیاں کرتا ہوا وہ مہرباں آیا
نہ آئیگا نظر کوئی بھی اب گم کردۂ منزل — منازل کا پتہ دیتا امیرِ کارواں آیا
ہیں جو بھی گوہرِ ایماں کے طالب تم انہیں کہہ دو — اِدھر دیکھیں اِدھر آئیں کہ کوئی دُرفشاں آیا

اُٹھ اے محمود! ناچاروں کو پیغامِ مسرت دے
غریبوں کا نگہباں عاجزوں کا پاسباں آیا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جامعۂ نصرت کا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مقدس ہاتھوں سے افتتاح

کالج کی طالبات سے ہمارے آقا کا روح پرور خطاب

تاریخِ اسلام کے زرّیں واقعات کو اپنے سامنے رکھو اور اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلو

زمانہ کے بدلنے کیساتھ مت بدلو بلکہ زمانہ کو بدل ڈالنے کی طاقت اپنے اندر پیدا کرو!

۱۲ر جولائی سنہ ۵۱ء بروز جمعرات جامعۂ نصرت ربوہ کا حضرت امیر المؤمنین ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے مقدس ہاتھوں سے افتتاح ہوا۔ یہ مبارک تقریب سات بجے صبح شروع ہو کر ساڑھے آٹھ بجے اختتام پذیر ہوئی۔ ربوہ کی احمدی خواتین کا ایک جمع غفیر اس تقریب سعید کے موقع پر دُعا کی غرض سے جامعۂ نصرت میں جمع تھا۔ حضور کی تشریف آوری پر کالج کی ایک طالبہ امۃ المجید بیگم صاحبہ نے تلاوتِ قرآن کریم کی اس کے بعد حضور ایدہ اللہ نے مندرجہ ذیل تقریر فرمائی۔

تشہد و تعوذ اور سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا۔

زمانہ کے حالات بدلتے ہیں اور اُن کے ساتھ ساتھ انسان بھی بدلتا چلا جاتا ہے۔ یہ ایک عام قانون ہے جو دُنیا میں جاری ہے۔ دریا چلتے ہیں اور پہاڑوں اور میدانوں کے نشیب و فراز کی وجہ سے اُن کے بعض حصّوں پر دباؤ پڑتا ہے اور اس کے نتیجہ میں کچھ دُور جا کر دریا کا رُخ بدل جاتا ہے۔ بعض دفعہ دس دس، پندرہ پندرہ، بیس بیس، تیس تیس میل تک دریا بدلتے چلے جاتے ہیں۔ اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ انسان بدلتے ہیں اور اُن کے ساتھ زمانہ بدل جاتا ہے۔ یہ دونوں قسم کے نظارے ہمیں دُنیا میں نظر آتے ہیں۔ کبھی زمانہ کے بدلنے سے انسان بدلتے ہیں اور کبھی انسانوں کے بدلنے سے زمانہ بدلتا ہے۔ جب انسان کمزور ہوتا ہے تو زمانہ کے بدلنے سے وہ بدل جاتا ہے اور جب طاقتور ہوتا ہے تو اُس کے بدلنے سے زمانہ بدل جاتا ہے۔ کمزور قومیں اپنی حاصل شدہ عظمت اور طاقت کو زمانہ کے حالات کے مطابق بدلتی چلی جاتی ہیں۔ وہ اپنے ہمسایوں سے بد رسوم کو لیتی ہیں۔ اپنے ہمسایوں سے بد اخلاق کو لیتی ہیں۔ اپنے ہمسایوں سے سُستی اور جہالت کو لیتی ہیں۔ اپنے ہمسایوں سے جھوٹ اور فریب کو لیتی ہیں۔ اپنے ہمسایوں سے ظلم اور تعدی کو لیتی ہیں۔ اور وہی قوم جو کسی وقت آسمان پر چاند اور ستاروں کی طرح چمک رہی ہوتی ہے نہایت ذلیل اور حقیر ہو کر رہ جاتی ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

تم اپنے ہی اسلاف کو دیکھو اگر تمہیں اپنے بناؤ اور سنگھار سے فرصت ہو کہ تمہارے اسلاف کیا تھے اور اب تم کیا ہو۔ مجھے بتایا گیا ہے کہ کالج کی طالبات نے جب مضمونوں کا انتخاب کیا تو اُن میں سے اکثر نے تاریخ سے بچنے کی کوشش کی۔ یہ بالکل ایسی ہی بات ہے جیسے ہم کسی بچہ کو کہیں کہ آؤ ہم تمہیں تمہارے ماں باپ کا نام بتائیں اور وہ بھاگ جائے۔ تاریخ کیا ہے؟ تاریخ تمہیں بتاتی ہے کہ تمہارا باپ کون تھا، تمہارا دادا کون تھا، تمہاری ماں کون تھی، تمہاری نانی کون تھی۔ تاریخ تمہیں بتاتی ہے۔ کہ تمہارے آباؤ اجداد کیا تھے اور اب تم کیا ہو۔ تاریخ سے کسی شخص کا بھاگنا یا اس مضمون کو بوجھل سمجھنا ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص اپنے آباء و اجداد کی بات سننے کے لئے تیار نہ ہو حالانکہ اگر دنیوی لحاظ سے کوئی مضمون ایسا ہے جس کے حصول کے لئے ہمیں لڑنا چاہیئے تو وہ تاریخ ہی ہے۔ تاریخ سے بھاگنے کے معنے ہوتے ہیں طبیعت میں مُردہ دلی ہے۔ جیسے کسی کمزور آدمی کو زخم لگ جاتا ہے تو وہ کہتا ہے مجھے نہ دکھاؤ میں نہیں دیکھتا میرا دل ڈرتا ہے۔ تاریخ سے بھاگنے والی قوم وہی ہوتی ہے جو ڈرپوک ہو جاتی ہے اور ڈرتی ہے کہ اگر میرے ماں باپ کی تاریخ میرے سامنے آئی اور اُس میں میرا بھیانک چہرہ مجھے نظر آیا اور مجھے پتہ لگا کہ میں کون ہوں تو میرا دل برداشت نہیں کریگا۔ چونکہ وہ سمجھتا ہے کہ اس آئینہ میں میری شکل مجھے نظر آئے گی اس لئے وہ اپنی شکل کے خیال اور تصور سے کہ وہ کتنی بدصورت ہوگی اُس کے دیکھنے سے اجتناب کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ یہ بات انسانی فطرت میں داخل ہے کہ وہ اپنے آباء و اجداد اور اپنی اولاد اور اپنے رشتہ داروں کی اچھی شکل کو دیکھنا چاہتا ہے۔ کئی ماں باپ جن کے ہاں کسی حادثہ یا بیماری کی وجہ سے بدصورت بچے پیدا ہو جاتے ہیں اُن سے اُن کی مائیں بھی نفرت کرنے لگتی ہیں اور وہ بدصورت بچے اپنے دوسرے بھائیوں سے نفرت کرنے لگتے ہیں۔ اس خیال سے کہ یہ ہم سے اچھے ہیں۔ اسی طرح جب تاریخ میں انسان اپنے آباء کو دیکھتا ہے کہ انہوں نے یہ یہ کارنامے سرانجام دیئے اور اُن کی یہ شان تھی اور اس کے مقابلہ میں وہ دیکھتا ہے کہ ہم کیا ہیں اور پھر وہ اُس چلن اور طریق کو دیکھتا ہے جو اُس نے اور اُس کے ساتھیوں نے اختیار کیا ہوا ہے۔ تو دیانتداری کے ساتھ یہ سمجھنے پر مجبور ہوتا ہے کہ میری غفلت اور میری سہل انگاری اور میری اپنے فرائض سے کوتاہی اور میری عیش و آرام کی زندگی مجھ کو مجرم بنانے کے لئے کافی ہے۔ اُسے تاریخ کے اِس آئینہ میں اپنا گھناؤنا چہرہ نظر آجاتا ہے اور وہ خیال کرتا ہے کہ جب میں پرانے حالات پڑھونگا اور دیکھوں گا کہ وہ لوگ جو میرے آباء تھے ان کاموں سے نفرت کیا کرتے تھے تو مجھے بھی اپنے اندر تغیر پیدا کرنا پڑے گا۔ پس وہ اپنے بدصورت چہرہ کو اُن کے خوبصورت چہرہ سے ملانے سے گھبراتا ہے اور اسی لئے تاریخ سے دور بھاگتا ہے۔ جب آجکل کا مسلمان تاریخ کے آئینہ میں یہ دیکھتا ہے کہ اُس کے باپ اور ماں ہمالیہ سے بھی اونچے قدوں والے تھے۔ آسمان بھی اُن کے دبدبہ سے کانپتا تھا اور اِس کے مقابلہ میں وہ اپنی تصویر کا خیال کرتا ہے کہ بالکل ایک بالشتیہ نظر آتا ہے اور

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اُس کی مثال اُس کارک جتنی بھی نہیں جو دریا میں بہتا چلا جاتا ہے۔ سمندر کی لہریں اُٹھتی ہیں اور اُس کے آباء و اجداد کی مضبوط چٹان سے ٹکراتی ہیں اور وہ بلند و بالا ہوتے والی لہریں جن کو دیکھ کر بسا اوقات انسان یہ خیال کرتا ہے کہ وہ دُنیا کو بہا کر لے جائیں گی وہ اُس کے آباء و اجداد کی چٹانوں سے ٹکرا کر پاش پاش ہو جاتی ہیں۔ اُس کا پانی جھاگ بن کر رہ جاتا ہے اور اُس چٹان کے قدموں میں وہ جھاگ پھیل رہی ہوتی ہے۔ ہوا میں بُلبلے پھٹ پھٹ کر غائب ہوتے چلے جاتے ہیں اور اُس کو نظر آتا ہے کہ اُس کے آباء و اجداد کی کیا شان تھی۔ پھر وہ اپنی طرف دیکھتا ہے کہ ایک چھوٹی سی ندی جس کی کوئی حیثیت ہی نہیں ہوتی اُس میں وہ ایک کارک کی طرح اِدھر اُدھر پھر رہا ہے۔ کبھی وہ کسی چٹان سے ٹکراتا ہے اور کبھی کسی سے۔ کبھی دائیں طرف چلا جاتا ہے اور کبھی بائیں طرف کبھی وہ خس و خاشاک کے ڈھیروں میں چھپ جاتا ہے اور کبھی گندی جھاگ میں۔ اور ہر شخص اُس کی لرزتی اور کپکپاتی ہوئی حالت کو دیکھ کر اُس سے اپنا مُنہ پھیر لیتا ہے اور کہتا ہے یہ کیا ہی ذلیل چیز ہے۔ تاریخ سے بھاگنے والا وہی بُزدل ہوتا ہے جس میں یہ جرأت نہیں ہوتی کہ وہ حقائق کے آئینہ میں اپنے باپ دادا کی شکل کے سامنے اپنی شکل رکھ سکے۔ بہادر اور ہمت والا انسان خود جاتا ہے اور اُس آئینہ کو اُٹھاتا ہے۔ وہ اُس آئینہ میں اپنی شکل دیکھ کر اپنے مستقبل کا فیصلہ کرتا ہے اور کہتا ہے ہاں میرے آباء و اجداد اگر چٹان تھے تو میں بھی چٹان بن کر رہوں گا۔ وہ اگر طوفان تھے تو میں اُن سے بھی اونچا طوفان بنوں گا۔ اگر وہ سمندر کی لہروں کی طرح اُٹھتے تھے تو میں اُن سے بھی اونچا اُٹھوں گا۔ تم جانتی ہو کہ وہ لڑکی جس کے نمبر کلاس میں زیادہ ہوتے ہیں وہ اپنے نمبروں کو چھپاتی نہیں بلکہ ہر ایک کو بتاتی ہے۔ نمبروں کا بتانا ایسا ہی ہوتا ہے جیسے انسان کا اپنا مُنہ دکھانا۔ وہ اپنا اندرونہ دکھاتی ہے۔ اور جس کے نمبر کم ہوتے ہیں وہ اُن کو چھپایا کرتی ہے۔ پس تاریخ کے پڑھنے سے گریز درحقیقت بُزدلی کی علامت ہے۔ درحقیقت یہ اِس بات کی علامت ہے کہ اُس شخص کو اپنے مکروہ چہرے کا پتہ ہے اور اُس شخص کو اپنے آباء و اجداد کے حسین چہرے کا بھی پتہ ہے۔ مگر ان دونوں باتوں کے معلوم ہونے کے بعد وہ یہ جرأت نہیں رکھتا کہ ایک آئینہ میں دونوں کی اکٹھی شکل دیکھ سکے۔

یہاں تک تو میں نے صرف عام پیرایہ میں اِس مضمون کی اہمیت بیان کی ہے۔ اگر مذہبی پہلو لے لو تو تاریخ ہی ایک مسلمان کو بتا سکتی ہے کہ کس طرح ایک ریگستان سے ایک انسان اُٹھا اور اُس نے اپنی مقناطیسی قوت سے اپنے ارد گرد کے فولادی ذرّوں کو جمع کرنا شروع کیا۔ پھر تھوڑے ہی عرصہ میں وہ ایک علاقہ میں پھیل گیا۔ پھر ملک میں پھیل گیا۔ پھر زمین کے تمام گوشوں میں چپّے چپّے پر اُس کی جماعت پھیل گئی۔ قرآن کریم نے مسلمانوں کا ذکر کرتے ہوئے ایک جگہ اُن کا نام بَرَرَۃ اور سَفَرَۃ رکھا ہے۔ یعنی اُن کے قدم گھر میں ٹکتے ہی نہیں تھے۔ دُنیا کے گوشوں گوشوں میں پھیلتے چلے جاتے تھے اور جہاں جاتے تھے اپنی خوش اخلاقی اور اعلیٰ درجہ کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

چلن کی خوشبو پھیلاتے جاتے تھے لیکن کُجا وہ پھیلنے والا اسلام اور کُجا آج کا سکڑنے والا اسلام۔ کُجا وہ زمانہ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ میں فرمایا کہ مردم شماری کرو اور دیکھو کہ اب کتنے مسلمان ہو چکے ہیں۔ مردم شماری کی گئی اور مسلمان مردوں، عورتوں اور بچوں کی تعداد سات سَو نکلی۔ تم جانتی ہو کہ ربوہ کی آبادی اِس وقت اڑھائی ہزار کے قریب ہے۔ گویا تمہاری ربوہ کی آبادی کا ۱/۴ حصہ تھے۔ اور یہ وہ مردم شماری تھی جو ساری دُنیا کے مسلمانوں کی تھی۔ کیونکہ اُس وقت مدینہ سے باہر مسلمان بہت تھوڑے تھے۔ سوائے حبشہ کے کہ وہاں کوئی پچاس کے قریب مسلمان ہوں گے یا مکہ میں کچھ مسلمان تھے جو ڈر کے مارے اپنے ایمان کا اظہار نہیں کرتے تھے۔ اور کُھلے بندوں اسلام میں شامل نہیں تھے۔ غرض مردم شماری کی گئی اور سات سَو کی آبادی نکلی۔ وہ صحابہؓ جن کے سپرد یہ کام تھا وہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے اور انہوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! مسلمانوں کی آبادی سات سَو نکلی ہے پھر انہوں نے کہا۔ یا رسول اللہ! آپ نے مردم شماری کا حکم کیوں دیا تھا؟ کیا آپ کو یہ خیال آیا کہ مسلمان تھوڑے ہیں۔ یا رسول اللہ! اب تو ہم سات سو ہو گئے ہیں اب ہمیں دُنیا سے کون مٹا سکتا ہے۔ آج کہا جاتا ہے کہ مسلمان ساٹھ کروڑ ہیں لیکن اِن ساٹھ کروڑ کا دل اتنا مضبوط نہیں جتنا اُن سات سَو کا دل مضبوط تھا۔ آخر یہ تفاوت جو دلوں کے اندر ہے تمہیں اس کا کس طرح پتہ لگ سکتا ہے بغیر تاریخ کے مطالعہ کے۔ ایک ایک مسلمان نکلتا تھا اور دُنیا کی طاقتیں اُسکے سامنے

جُھک جاتی تھیں۔ وہ نقال نہیں تھا بلکہ خود اپنی ذات میں اپنے آپ کو آدم سمجھتا تھا۔ وہ یقین رکھتا تھا کہ دُنیا میری نقل کرے گی میرا کام نہیں کہ مَیں اُس کی نقل کروں۔ تم اگر تاریخ پڑھو تو تمہیں پتہ لگیگا کہ آج تم ہر بات میں یورپ کی نقل کر رہی ہو۔ تم بعض دفعہ کہہ دیتی ہو فلاں تصویر میں مَیں نے ایسے بال دیکھے تھے۔ اُف جب تک مَیں بھی ایسے بال نہ بنالوں مجھے چین نہیں آئے گا۔ فلاں پوڈر نکلا ہے جب تک مَیں اُسے خرید نہ لوں مجھے قرار نہیں آئے گا۔ اِس کے معنے یہ ہیں کہ تم سمجھتی ہو کہ تمہارا دشمن بڑا ہے اور تم چھوٹی ہو۔ اگر تم بڑی ہو تو اُس کا کام ہے کہ وہ تمہاری نقل کرے اور اگر وہ بڑا ہے تو پھر تمہارا کام ہے کہ تم اُس کی نقل کرو۔

حضرت عمرؓ کے زمانہ میں اسلامی لشکر ایران کے ساتھ لڑ رہا تھا کہ بادشاہ کو خیال آیا کہ یہ عرب ایک غریب مُلک کے رہنے والے بھوکے ننگے لوگ ہیں۔ اگر ان کو انعام کے طور پر کچھ روپیہ دیدیا جائے تو ممکن ہے یہ لوگ واپس چلے جائیں۔ اور لڑائی کا خیال ترک کر دیں۔ چنانچہ اُس نے مسلمانوں کے کمانڈر انچیف کو کہلا بھیجا کہ اپنے چند آدمی میرے پاس بھجوا دیئے جائیں میں اُن سے گفتگو کرنا چاہتا ہوں۔ جب وہ ملنے کے لئے آئے تو اُس وقت بادشاہ بھی اپنے دارالخلافہ سے نکل کر کچھ دُور آگے آیا ہؤا تھا اور عیش و تنعّم کا ہر قسم کا سامان اُسکے ساتھ تھا۔ نہایت قیمتی قالین بچھے ہوئے تھے۔ نہایت اعلیٰ درجہ کے کوچ اور کرسیاں بچھی ہوئی تھیں اور بادشاہ تخت پر بیٹھا تھا کہ مسلمان سپاہی آپہنچے۔ سپاہیوں کے پاؤں میں آدھے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پھٹے ہوئے چمڑے کی جوتیاں تھیں جو مٹی سے اٹی ہوئی تھیں اور ان کے ہاتھوں میں نیزے تھے۔ جس وقت وہ دروازے پر پہنچے چوبدار نے آواز دی کہ بادشاہ سلامت کی حضوری میں تم حاضر ہوتے ہو اپنے آپ کو ٹھیک کرو۔ پھر اُس نے مسلمان افسر سے کہا۔ تمہیں معلوم نہیں کہ کس قسم کے قیمتی قالین بچھے ہوئے ہیں۔ تم نے اپنے ہاتھوں میں نیزے اُٹھائے ہوئے ہیں۔ ان نیزوں سمیت قالینوں پر سے گذرو گے تو اُن کو نقصان پہنچیگا۔ اُس مسلمان افسر نے کہا۔ تمہارے بادشاہ نے ہم کو بُلایا ہے ہم اپنی مرضی سے اُس سے ملنے کے لئے نہیں آئے۔ اگر ملنے کی احتیاج ہے تو اُس کو ہے ہمیں نہیں۔ اُسے اگر اپنے قالینوں کا خیال ہے تو اُسے کہدو کہ وہ اپنے قالین اُٹھالے۔ ہم جُوتیاں اُتارنے یا نیزے اپنے ہاتھ سے رکھنے کے لئے تیار نہیں۔ اُس نے بہتیرا پروٹسٹ کیا اور کہا کہ اندر نہایت قیمتی فرش ہے جُوتیاں اُتار دو اور نیزے رکھ دو مگر اُنہوں نے کہا یہ نہیں ہو سکتا۔ اُس نے ہم کو بلایا ہے ہم اپنی مرضی سے اُس سے ملنے کے لئے نہیں آئے۔ غرض اِسی حالت میں وہ اندر پہنچے۔ وہاں تو بڑے سے بڑا جرنیل اور وزیر بھی زمین بوس ہوتا اور بادشاہ کے سامنے سجدہ کرتا تھا۔ مگر یہ تنی ہوئی چھاتیوں اور اُٹھی ہوئی گردنوں کے ساتھ وہاں پہنچے۔ بادشاہ کو سلام کیا اور پھر اُس سے پوچھا کہ بادشاہ! تم نے ہمیں کیوں بُلایا ہے؟ بادشاہ نے کہا تمہارا مُلک نہایت جاہل۔ پست۔ درماندہ اور مالی تنگی کا شکار ہے۔ اور پھر عرب وہ قوم ہے کہ جو گوہ تک (ایک ادنیٰ جانور ہے) کھاتی ہے۔ وہ عمدہ کھانوں سے ناآشنا ہے۔ عمدہ لباس سے ناآشنا ہے اور بھوک اور افلاس نے اُسے پریشان کر رکھا ہے۔ معلوم ہوتا ہے اِسی تنگی اور قحط کی وجہ سے تمہارے دلوں میں یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ ہم دوسرے مُلکوں میں جائیں اور اُن کو لُوٹیں۔ مَیں تمہارے سامنے تمہاری اِس تکلیف کو دیکھتے ہوئے یہ تجویز پیش کرتا ہوں کہ تمہارا جتنا لشکر ہے اُس میں سے ہر سپاہی کو مَیں ایک ایک اشرفی اور ہر افسر کو دو دو اشرفیاں دیدونگا۔ تم یہ روپیہ لو اور اپنے مُلک میں واپس چلے جاؤ۔ مسلمان کمانڈر نے کہا۔ اے بادشاہ! یہ جو تم کہتے ہو کہ ہماری قوم گوہ تک کھانے والی تھی اور ہم غربت اور ناداری میں اپنے ایام بسر کر رہے تھے یہ بالکل درست ہے۔ ایسا ہی تھا۔ مگر اب وہ زمانہ نہیں رہا۔ خدا تعالیٰ نے ہم میں اپنا ایک رسولؐ بھیجا اور اُس نے ہم کو خدا تعالیٰ کا پیغام پہنچایا اور ہم نے اُسے قبول کر لیا۔ تمہارا یہ خیال ہے کہ ہم روپوں کے لئے نکلے ہیں مگر ہم روپوں کے لئے نہیں نکلے۔ تمہاری قوم نے ہم سے جنگ شروع کی ہے اور اب ہماری تلواریں تبھی نیام میں جائینگی جب یا تو کلمۂ شہادت پڑھ کر مسلمان ہو جاؤ گے اور یا پھر مسلمانوں کے باجگزار ہو جاؤ گے۔ اور ہمیں جزیہ ادا کرو گے۔ ایران کا بادشاہ جو اپنے آپ کو نصف دُنیا کا بادشاہ سمجھتا تھا وہ اِس جواب کو برداشت نہ کر سکا۔ اُسے غصہ آیا۔ اُس نے چوبدار سے کہا جاؤ اور ایک بوری میں مٹی ڈال کر لے آؤ۔ وہ بوری میں مٹی ڈال کر لے آیا تو اُس نے کہا۔ یہ بوری اِس مسلمان سردار کے سر پر رکھ دو اور اسے کہہ دو کہ میں تمہارے سروں پر خاک ڈالتا ہوں اور سوائے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِس مٹی کے تمہیں کچھ اَور دینے کے لئے تیار نہیں۔ وہ مسلمان افسر جس کی گردن ایران کے بادشاہ کے سامنے نہیں جھکی تھی اِس موقع پر اُس نے فوراً اپنی گردن جھکا دی۔ پیٹھ پر بوری رکھی اور اپنے ساتھیوں سے کہا۔ آ جاؤ بادشاہ نے تو ایران کی زمین ہمارے سپرد کر دی ہے۔ مشرک تو وہمی ہوتا ہے بادشاہ نے یہ سُنا تو اُس کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور اُس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ اِن لوگوں کو جلدی پکڑو مگر وہ اُس وقت تک دُور نکل چکے تھے۔ اُنہوں نے کہا اب یہ پکڑی جانے والی مخلوق نہیں ہے۔ پھر وہی بادشاہ جس نے یہ کہا تھا کہ مَیں تمہارے سروں پر خاک ڈالتا ہوں وہ میدان چھوڑ کر بھاگا۔ پھر مُلک چھوڑ کر بھاگا اور شمالی پہاڑوں میں جا کر پناہ گزین ہو گیا اور اُس کے قلعے اور محلات اور خزانے سارے کے سارے مسلمانوں کے قبضہ میں آ گئے۔ ابوہریرہؓ وہ غریب ابوہریرہؓ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مجلس میں سارا دن بیٹھے رہنے کے خیال سے کوئی گزارہ کی صورت پیدا نہیں کرتا تھا اور جسے بعض دفعہ کئی کئی دن کے فاقے ہو جایا کرتے تھے ایک دفعہ وہ مجلس میں بیٹھے ہوئے تھے کہ انہیں کھانسی اُٹھی اُنہوں نے اپنی جیب میں سے رومال نکالا اور اُس میں بلغم تھوکا اور پھر کہا۔ بخٍ بخٍ ابوھریرۃ یعنی واہ واہ ابوہریرہ۔ کبھی تو تُو فاقوں سے بے ہوش ہو جایا کرتا تھا اور آج تُو کسریٰ کے اُس رومال میں تھوک رہا ہے جسے بادشاہ تخت پر بیٹھتے وقت اپنی شان دکھانے کیلئے خاص طور پر اپنے ہاتھ میں رکھا کرتا تھا۔ لوگوں نے کہا یہ کیا بات ہے۔ اُنہوں نے کہا۔ مَیں آخری زمانہ میں مسلمان ہوا تھا۔ مَیں نے اِس خیال سے کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی باتیں لوگوں نے بہت کچھ سُن لی ہیں اور اب میرے لئے بہت تھوڑا زمانہ باقی ہے یہ عہد کر لیا کہ مَیں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ سے نہیں ہلوں گا۔ سارا دن مسجد میں ہی رہوں گا تاکہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم جب بھی باہر تشریف لائیں مَیں آپؐ کی باتیں سُن سکوں۔ کچھ دن تو میرا بھائی مجھے روٹی پہنچاتا رہا مگر آخر اُس نے روٹی پہنچانی چھوڑ دی اور مجھے فاقے آنے لگے۔ بعض دفعہ سات سات وقت کا فاقہ ہو جاتا تھا اور بھوک کی شدّت کی وجہ سے مَیں بیہوش ہو کر گر جاتا تھا۔ لوگ یہ سمجھتے کہ مجھے مرگی کا دَورہ ہو گیا ہے اور عربوں میں یہ رواج تھا کہ جب کسی کو مرگی کا دَورہ ہوتا تو وہ اُس کے سر پر جُوتیاں مارا کرتے تھے اور سمجھتے تھے کہ یہ مرگی کا علاج ہے۔ جب مَیں بے ہوش ہوتا تو میرے سر پر بھی وہ جُوتیاں مارنی شروع کر دیتے۔ حالانکہ مَیں بھوک کی شدّت کی وجہ سے بے ہوش ہوتا تھا۔ اب کجا وہ حالت اور کجا یہ حالت کہ ایران کا خزانہ مسلمانوں کے قبضہ میں آیا۔ اور اموال تقسیم ہوئے تو وہ رومال جو شاہِ ایران تخت پر بیٹھتے وقت اپنے ہاتھ میں رکھا کرتا تھا وہ میرے حصہ میں آیا۔ مگر ایران کا بادشاہ تو آرائش کے لئے اِس رومال کو اپنے ہاتھ میں رکھا کرتا تھا اور میرے نزدیک اِس رومال کی صرف اتنی قیمت ہے کہ مَیں اِس میں اپنا بلغم تھوک رہا ہوں۔

سوائے تاریخ کے کونسی چیز ہے جو تمہیں اپنے آباء کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اِن حالات سے واقف کر سکتی ہے اور تمہیں بتا سکتی ہے کہ تم کیا تھے اور اب کیا ہو۔ کسی ملک میں مسلمان عورت نکل جاتی تھی تو لوگوں کی مجال تک نہیں ہوتی تھی کہ وہ اُس کی طرف اپنی آنکھ اُٹھا سکیں۔ آج کل ربوہ کی گلیوں میں احمدی عورتیں پھرتی ہیں تو ہمیں ڈر ہوتا ہے کہ ایسا نہ ہو باہر کا کوئی اوباش آدمی یہاں آیا ہوا ہو اور وہ کوئی شرارت کر دے۔ لیکن ایک وہ زمانہ گذرا ہے کہ مسلمان عورتیں دُنیا کے گوشے گوشے میں جاتیں اکیلے اور تن تنہا جاتیں اور کسی کو جرأت نہیں ہوتی تھی کہ وہ اُن کی طرف ترچھی نگاہ سے دیکھ سکے۔ اور اگر کبھی کوئی ایسی غلطی کر بیٹھتا تو وہ اس کا ایسا خمیازہ بھگتتا کہ نسلوں نسل تک اُس کی اولاد ناک رگڑتی چلی جاتی۔ مسلمان اپنے ابتدائی دَور میں ہی دُنیا میں پھیل گئے تھے۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر ابھی اسّی نوّے سال ہی گذرے تھے کہ وہ چین اور ملایا اور سیلون اور ہندوستان کے مختلف گوشوں میں پھیل گئے۔ اُدھر وہ افریقہ کے مغربی ساحلوں تک چلے گئے تھے اور اُن کی لہریں یورپ کے پہاڑوں سے ٹکرا رہی تھیں۔ اسی ابتدائی دَور میں مسلمانوں کا ایک قافلہ جس کو سیلون کے بُدھ بادشاہ نے خلیفۂ وقت کے لئے کچھ تحائف بھی دیئے تھے سیلون سے روانہ ہوا اور اُسے سندھ میں لُوٹ لیا گیا۔ سندھ میں اُن دنوں راجہ داہر کی حکومت تھی۔ جب اُس قافلہ کے لُوٹے جانے کی خبر مشہور ہوئی تو گورنر عراق کا والیٔ مکران کو حکم پہنچا کہ ہمارے پاس یہ خبر پہنچی ہے کہ مسلمانوں کا ایک قافلہ جو سیلون سے چلا تھا وہ سندھ میں لُوٹا گیا ہے اور مسلمان مرد اور عورتیں قید ہیں تم اِس واقعہ کی تحقیق کر کے ہمیں اطلاع دو۔ والیٔ مکران نے راجہ داہر سے دریافت کیا تو اُس نے اِس واقعہ کا انکار کر دیا۔ مسلمان چونکہ خود راستباز تھے اسلئے وہ سمجھتے تھے کہ دوسرے لوگ بھی سچ بولتے ہیں۔ جب راجہ داہر نے انکار کر دیا تو اُنہوں نے بھی مان لیا کہ یہ بات سچ ہوگی۔ کچھ عرصہ کے بعد ایک اَور قافلہ اُنہوں نے اِسی طرح لُوٹا اور اُن میں سے بھی کچھ عورتیں اُنہوں نے قید کیں۔ اُن عورتوں میں سے ایک عورت نے کسی طرح ایک مسلمان کو جو قید نہیں ہوا تھا یا قید ہونے کے بعد کسی طرح رہا ہو گیا تھا کہا کہ میرا پیغام مسلمان قوم کو پہنچا دو کہ ہم یہاں قید ہیں اور مسلمان حکومت کا فرض ہے کہ وہ ہم کو بچائے۔ اُس وقت خلیفہ بنوامیہ افریقہ پر چڑھائی کی تجویزیں کر رہا تھا اور سپین فتح کرنے کی سکیم بن رہی تھی اور تمام علاقوں میں یہ احکام جاری ہو چکے تھے کہ جتنی فوج میسر آسکے وہ افریقہ کے لئے بھجوا دی جائے۔ اُس وقت وہ پیغامبر پہنچا اور اُس نے عراق کے گورنر کو جو حجاج نامی تھا اور جو سخت بدنام تھا یہ پیغام پہنچایا۔ اُس میں بدنامی کی بھی باتیں ہوں گی مگر اُس جیسا نڈر، بہادر اور اسلام کے لئے قربانی کرنے والا آدمی بھی اُس زمانہ میں ہمیں شاذ و نادر ہی نظر آتا ہے۔ آنے والے نے حجاج سے کہا کہ مَیں سندھ سے آیا ہوں وہاں یکے بعد دیگرے دو مسلمان قافلے لُوٹے گئے ہیں اور کئی مسلمان قید ہیں۔ راجہ داہر نے گورنر مکران سے یہ بالکل جھوٹ کہا ہے کہ ایسا کوئی واقعہ نہیں ہوا۔ حجاج نے کہا مَیں کس طرح مان لوں کہ تم جو کچھ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گھبرا رہے ہو درست کہہ رہے ہو۔ ہر بات کی دلیل ہونی چاہیئے۔ بغیر کسی دلیل کے میں تمہاری بات نہیں مان سکتا۔ اُس نے کہا۔ آپ مانیں یا نہ مانیں واقعہ یہی ہے کہ وہ لوگ جھوٹ بول رہے ہیں۔ حجاج نے کہا۔ اول تو تمہاری بات پر یقین کرنے کی کوئی وجہ نہیں۔ ہم نے گورنر مکران کو لکھا اور اُس نے جو جواب دیا وہ تمہارے اِس بیان کے خلاف ہے۔ دوسرے ہمیں یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ خلیفہء وقت کا حکم ہے کہ جتنی فوج میسر ہو افریقہ بھیج دو۔ پس اس وقت ہم اپنی فوجوں کو کسی اَور طرف نہیں بھیج سکتے۔ غرض اُس نے ہر طرح سمجھایا مگر حجاج پر کوئی اثر نہ ہؤا اور اُس نے کہا میرے حالات اِس قسم کے نہیں کہ میں اس طرف توجہ کر سکوں۔ جب وہ ہر طرح دلائل دے کر تھک گیا تو اُس نے کہا میرے پاس آپ کے لئے اور خلیفہء وقت کے لئے ایک پیغام بھی ہے۔ حجاج نے کہا وہ کیا ہے۔ اُس نے کہا۔ جب میں چلا ہوں تو ایک مسلمان عورت جو قید ہونے کے خطرہ میں تھی اور اِس وقت تک قید ہو چکی ہو گی اُس نے مجھے یہ پیغام دیا تھا کہ اسلامی خلیفہ اور عراق کے گورنر کو ہماری طرف سے یہ پیغام دے دینا کہ مسلمان عورتیں ظالم ہندوؤں کے ہاتھ میں قید ہیں اور اُن کی عزت اور اُن کا ناموس محفوظ نہیں ہے۔ ہم مسلمان قوم سے مطالبہ کرتی ہیں کہ وہ اپنے فرض کو ادا کرے اور ہمیں یہاں سے بچانے کی کوشش کرے۔ کوئی ملک نہیں۔ کوئی قوم نہیں۔ دو یا تین عورتیں ہیں اور بیس یا پچیس ۲۵ مرد ہیں جن کے بچانے کے بعض دفعہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر بھی یہ کہہ دیتا ہے کہ میرے پاس سپاہی موجود نہیں۔ یہ ایک معمولی واقعہ ہے۔ اِس کا حجاج پر یہ اثر ہوتا ہے کہ وہی حجاج جو یہ کہہ رہا تھا کہ ہمارے پاس فوج نہیں۔ ہم یورپ پر حملہ کی تیاری کر رہے ہیں۔ وہ اِس پیغام کو سُن کر گھبرا کر کھڑا ہو گیا۔ اور جب اُس آنیوالے آدمی نے پوچھا کہ اب آپ مجھے کیا جواب دیتے ہیں؟ تو حجاج نے کہا۔ اب کہنے اور سُننے کا کوئی وقت باقی نہیں۔ اب میرے لئے کوئی اَور فیصلہ کرنے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ اب اِس کا جواب ہندوستان کی فوج کو ہی دیا جائے گا۔ چنانچہ اُس نے بادشاہ کو لکھا۔ اُس نے بھی یہی کہا کہ ٹھیک فیصلہ ہے۔ اب ہمارے لئے غور کرنے کا کوئی موقع باقی نہیں اور اِس فیصلہ کے مطابق مسلمان فوج سندھ کے لئے روانہ کر دی گئی۔ درمیان میں کوئی ہزار میل کا فاصلہ ہے یا اس سے بھی زیادہ۔ اور اِس زمانہ میں موٹروں کے ساتھ بھی اِس فاصلہ کو آسانی کے ساتھ طے نہیں کیا جا سکتا۔ لیکن بادشاہ نے حکم دیا کہ اب مسلمانوں کی عزت اور ناموس کا سوال ہے بغیر کسی التواء کے جلد سے جلد منزلِ مقصود پر مسلمانوں کا پہنچنا ضروری ہے۔ چنانچہ مسلمان درمیان میں کہیں ٹھہرے نہیں۔ اُنہوں نے اونٹوں اور گھوڑوں پر رات اور دن سفر کیا اور بارھویں دن اُس فاصلہ کو جو آج ریلوں اور موٹروں کے ذریعہ بھی اتنے قلیل عرصہ میں طے نہیں کیا جا سکتا اپنی اَن تھک محنت اور کوشش کے ساتھ طے کرتے ہوئے وہ ہندوستان

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی سرحد پر پہنچ گئے۔ اب تو تمہارا اپنا وجود ہی بتا رہا ہے کہ اس مہم کا نتیجہ کیا ہوا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ آٹھ ہزار سپاہی جو بصرہ سے چلا تھا اُس آٹھ ہزار سپاہی نے دو مہینے کے اندر اندر سندھ، ملتان اور اُس کے گرد و نواح تک کو فتح کر لیا اور وہ قیدی بچا لئے گئے۔ عورتیں بچالی گئیں اور سندھ کا ملک جس میں راجہ داہر کی حکومت تھی اسے سارے کا سارا فتح کر لیا گیا۔ اور پھر مُسلمان لشکر ملتان کی طرف بڑھا مگر بدقسمتی سے بادشاہ کی وفات کے بعد اُس کا بھائی تخت نشین ہوا اُسے ان لڑائیوں میں بادشاہ سے بھی اختلاف تھا اور افسروں سے بھی اختلاف تھا۔ جب اپنے بھائی کی وفات کے بعد وہ حکومت کے تخت پر بیٹھا تو اُس نے محمد بن قاسم کو جو ایک فاتح جرنیل تھا اور جو ارادہ رکھتا تھا کہ حملہ کر کے بنگال تک چلا جائے معزول کر کے واپس آنے کا حکم دے دیا۔ اور جب وہ واپس آیا تو اُسے قتل کروا دیا ورنہ ہندوستان کا نقشہ آج بالکل اَور ہوتا۔ آج صرف یہاں پاکستان نہ ہوتا بلکہ سارا ہندوستان ہی پاکستان ہوتا۔ جن ملکوں کو عربوں نے فتح کیا ہے اُن میں اسلام اِس طرح داخل ہوا ہے کہ کوئی شخص اُسے قبول کرنے سے بچا نہیں۔ غیر قومیں جو ہندوستان میں آئی ہیں اُن کے اندر تبلیغی جوش نہیں تھا اس لئے انہوں نے جن علاقوں کو فتح کیا ہے وہاں کے رہنے والوں میں اسلام کی دشمنی بھی تھی۔ اسلامی تعلیم سے منافرت بھی تھی اور پھر اُن فاتح اقوام کا سلوک بھی زیادہ اچھا نہیں تھا۔ لیکن عرب تو اِس طرح بچھ جاتا تھا کہ وہ جس ملک میں جاتا اپنے آپ کو حاکم نہیں سمجھتا تھا بلکہ لوگوں کا خادم سمجھتا تھا۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ تھوڑے عرصہ میں ہی سارے کا سارا ملک مسلمان ہو جاتا۔ پس اگر اُس زمانہ میں ہندوستان کو فتح کر لیا جاتا تو یقیناً آج ہندوستان ایران اور مصر کی طرح ایک مسلمان مُلک ہوتا۔ کیونکہ وہ لوگ عربوں کا نمونہ دیکھتے تھے۔ اُن کی خدمت اور حسنِ سلوک کو دیکھتے تھے۔ اُن کی دیانت اور راستبازی کو دیکھتے تھے۔ اور اِن اخلاق سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے تھے۔ اُن کے سامنے عرب اور غیر عرب کا سوال نہیں ہوتا تھا بلکہ صرف سچائی کا سوال ہوتا تھا جس کے بعد بُغض اور کینے آپ ہی آپ مٹ جاتے ہیں۔ تمہارے باپ دادا کے یہ حالات سوائے تاریخ کے تمہیں اَور کس ذریعہ سے معلوم ہو سکتے ہیں۔ یہی چیز ہے جو تمہیں فائدہ پہنچا سکتی ہے ورنہ محض "دو دُونے چار" سے یعنی دو کو دو سے ضرب دی جائے تو چار حاصل ہوتے ہیں تمہیں کیا نفع حاصل ہو سکتا ہے۔ لیکن اگر تم تاریخ پڑھو اور تم ذرا بھی عقل رکھتی ہو۔ ذرا بھی جستجو کا مادہ اپنے اندر رکھتی ہو تو تمہاری زندگی ضائع نہیں ہو سکتی۔

مضمون تو مَیں نے اور شروع کیا تھا مگر مَیں رَو میں بہہ کر کہیں کا کہیں چلا گیا۔ مَیں کہہ یہ رہا تھا کہ کبھی زمانہ بدلتا ہے اور لوگ اُس کے ساتھ بدلتے چلے جاتے ہیں۔ اور بعض لوگ ایسے ہوتے ہیں جو اپنے ساتھ زمانوں کو بدل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیتے ہیں مسلمان وہ قوم تھی جو زمانہ کے ساتھ نہیں بدلی، بلکہ زمانہ کو اُس نے اپنے ساتھ بدل دیا۔ وہ جہاں جہاں گئے اُنہوں نے لوگوں کو اپنے اخلاق کی نقل پر مجبور کر دیا۔ اپنے لباس کی نقل پر مجبور کر دیا۔ اپنے تمدن کی نقل پر مجبور کر دیا۔ اور وہ دُنیا کے اُستاد اور رہنما تسلیم کئے گئے۔ آج مسلمان عورت یورپ کی بے پردگی کی نقل کر رہی ہے۔ حالانکہ کبھی وہ زمانہ تھا کہ مسلمان عورتوں کے پردہ کو دیکھ کر یورپ کی عورتوں نے پردہ کیا۔ چنانچہ ننوں (Nuns) کو دیکھ لو۔ یورپ ایک بے پردہ ملک تھا اور بے پردگی اُن میں فیشن سمجھا جاتا تھا۔ لیکن جب اُنہوں نے دیکھا کہ مسلمان عورت پردہ کرتی ہے تو بہت حد تک اُنہوں نے بھی پردہ لے لیا۔ چنانچہ ننز (Nuns) میں گو پورا پردہ نہ ہو لیکن اُن کی نقاب بھی ہوتی ہے۔ اُن کی پیشانی بھی ڈھکی ہوئی ہوتی ہے اور اُن کے جسم پر کوٹ بھی ہوتا ہے جس سے اُن کے تمام اعضاء ڈھکے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور گو ہم اسے پورا اسلامی پردہ نہ کہہ سکیں مگر نوّے فیصدی پردہ اُن میں ضرور پایا جاتا ہے۔ حالانکہ یہ وہ عورت تھی جو اسلام کے یورپ میں جانے سے پہلے ننگی پھرتی تھی۔ اور جیسے بندریا کو ایک گھگھری پہنا دی جاتی ہے اسی طرح اُنہوں نے ایک گھگھری پہنی ہوئی ہوتی تھی۔ چنانچہ یورپ کی پُرانی تصویریں دیکھ لو عورتوں کے بازو، ٹانگیں اور سینہ وغیرہ سب ننگا ہوتا تھا مگر جب مسلمان عورتوں کو اُنہوں نے پردہ کرتے دیکھا تو اُنہوں نے بھی پردہ کے بہت سے حصّوں کو لے لیا۔ مگر یورپ اب پھر اُسی پہلے زمانہ کی طرف جا رہا ہے اور مسلمان عورت بھی پردہ اُتارنے کی کوشش ہوتی ہے کہ وہ یورپ کی نقل کر رہی ہے۔ آج کی مسلمان عورت یہ کہتی ہے کہ ہم زمانہ کے ساتھ چلیں اور پُرانی مسلمان عورت یہ کہتی تھی کہ زمانہ میرے ساتھ چلے۔ یہ اپنی غلامی کا اقرار کرتی ہے اور وہ اپنی بادشاہی کا اعلان کرتی تھی کہ مجھے کیا ضرورت ہے کہ میں دوسروں کی نقل کروں۔ لوگوں کا کام ہے کہ وہ میری نقل کریں۔ غرض میں کہہ یہ رہا تھا کہ ایک زمانہ تھا کہ ہمارے لئے تعلیم میں مشکلات تھیں۔ ایک عیسائی قوم ہم پر حاکم تھی اور مغربی تعلیم دلوانے میں ہمارے لئے مشکلات تھیں۔ پس میں اس بات پر زور دیتا تھا کہ ہماری لڑکیاں دینیات کلاس میں پڑھیں اور اپنا سارا زور مذہبی اور دینی تعلیم کے حصول میں صرف کریں۔ اور شاید جماعت میں مَیں اکیلا ہی تھا جو اِس بات پر زور دیتا تھا ورنہ جماعت کے افسر کیا اور افراد کیا اُن سب کی مختلف وقتوں میں یہی کوشش رہی کہ ہائی سکول کے ساتھ ایک بورڈنگ بنانے کی اجازت دے دی جائے تاکہ بیرونجات سے لڑکیاں آئیں اور وہ قادیان میں رہ کر انگریزی تعلیم حاصل کریں۔ اسی طرح اِس بات پر بھی زور دیا جاتا رہا کہ لڑکیوں کے لئے کالج کھولنے کی اجازت دی جائے۔ مگر میں نے ہمیشہ اِس کی مخالفت کی لیکن آج میں ہی زنانہ کالج کا افتتاح کر رہا ہوں۔ یہ تیسری قسم کی چیز ہے۔ نہ میں زمانہ کے ساتھ بدلا۔ نہ زمانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میرے ساتھ بدلا۔ بلکہ خدا تعالیٰ نے زمانہ میں ایسی خوشگوار تبدیلی پیدا کر دی کہ اب تعلیم کو اسلامی طریق کے ماتحت ہم کالج میں رائج کر سکتے ہیں۔ یہ کہ اس تعلیم کی آئندہ کیا تفصیلات ہوں گی اس کو جانے دو۔ لیکن یہ کتنا خوشگوار احساس ہے کہ پاکستان بننے کے بعد یونیورسٹی کے مضامین میں ایک مضمون "اسلامیات" کا بھی رکھا گیا ہے جس میں اسلامی تاریخ پر خاص طور پر زور دیا جائے گا۔ پس ہم زمانہ کے ساتھ نہیں بدلے۔ زمانہ بھی ہمارے ساتھ نہیں بدلا۔ کیونکہ جو زور ہمارے نزدیک اسلامی تعلیم پر ہونا چاہیئے وہ ابھی نہیں ہے۔ لیکن خدا تعالیٰ نے زمانہ کو سمو دیا ہے اور اُسے کچھ ہمارے مطابق کر دیا ہے اور کچھ ابھی ہمارے مطابق نہیں۔ پس ان بدلے ہوئے حالات کے مطابق جبکہ ہم سہولت کیساتھ کالج میں بھی دینیات کی تعلیم دے سکتے ہیں میں نے فیصلہ کیا کہ دینیات کلاسز کو اُڑا دیا جائے اور اسی کالج میں لڑکیوں کو زائد دینی تعلیم دی جائے تاکہ وہ کالج کی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی لحاظ سے بھی اعلیٰ درجہ کی معلومات حاصل کر لیں اور اسلام پر اُن کی نظر وسیع ہو جائے۔ عیسائی حکومت جو تعلیم میں پہلے دخل دیا کرتی تھی وہ اب باقی نہیں رہی۔ پس میں نے فیصلہ کیا کہ اب ہمیں کالج قائم کر دینا چاہیئے۔ تاکہ ہماری لڑکیاں اعلیٰ تعلیم حاصل کر کے پاکستان میں جو اعلیٰ تعلیمیافتہ عورتیں ہیں اُن کی برابری کر سکیں۔ اور ایک مقام پر اُن کے ساتھ بیٹھ سکیں۔ گو ہونا تو یہ چاہیئے کہ اس تعلیم کو حاصل کرنے کے بعد تمہاری دماغی کیفیت اور تمہاری قلبی کیفیت اور تمہاری ذہانت دوسروں سے بہت بالا اور بلند ہو اور جب بھی تم اُن کے پاس بیٹھو وہ یہ محسوس کریں کہ تمہارا علم اَور ہے اور اُن کا اَور۔ تمہارا علم آسمانی ہے اور اُن کا زمینی۔ اور اگر تم قرآن کریم کو سمجھنے کی کوشش کرو اور اُس پر غور کرنے کی عادت ڈالو تو یہ کوئی بڑی بات نہیں۔ تم انٹرنس پاس ہو لیکن میں انٹرنس میں فیل ہوا تھا۔ بلکہ واقعہ تو یہ ہے کہ میں مڈل پاس بھی نہیں کیونکہ میں مڈل میں بھی فیل ہوا تھا۔ درحقیقت قانون کے مطابق میری تعلیم پرائمری تک ختم ہو جانی چاہیئے تھی کیونکہ جہاں تک مجھے یاد ہے میں نے پرائمری کا امتحان بھی پاس نہ کیا تھا۔ مگر چونکہ گھر کا سکول تھا اس لئے اساتذہ مجھے اگلی کلاسوں میں بٹھاتے چلے گئے۔ پس میں پرائمری بھی نہیں اور تم تو میٹرک کا امتحان پاس کر چکی ہو۔ پھر ایف۔ اے ہو گی۔ اس کے بعد بی۔ اے ہو گی اور پھر انشاء اللہ ایم۔ اے کی کلاسز کھل جائینگی اور تم ایم۔ اے ہو جاؤ گی۔ اگر تم یہ سمجھو کہ قرآن کریم کے علوم کے مقابلہ میں دُنیا کے علوم بالکل ہیچ ہیں تو یقیناً تم تلاش کرو گی کہ قرآن کریم میں وہ علوم کہاں پائے جاتے ہیں۔ پہلے ہمیشہ ایمان پیدا ہوتا ہے اور پھر عمل پیدا ہوتا ہے۔ اگر تمہیں یقین ہو کہ قرآن کریم میں وہ علم بھرا ہوا ہے جو دُنیا میں نہیں تو یقیناً تم تلاش کرو گی کہ وہ ہے کہاں؟ اور جب تم تلاش کرو گی تو وہ تمہیں مل جائے گا۔ قرآن کریم

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خود بتاتا ہے کہ وہ ایک بند خزانہ ہے۔ اُس کے الفاظ ہر ایک کے لئے کھلے ہیں۔ اُس کی سورتیں ہر ایک کے لئے کھلی ہیں مگر اُس کے لئے کھلی ہیں جو پہلے ایمان لاتا ہے۔ وہ فرماتا ہے لَا یَمَسُّهٗٓ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ وہ لوگ جو ہماری برکت اور رحمت سے ممسوح کئے جاتے ہیں وہی سمجھ سکتے ہیں کہ قرآن کریم میں کیا کچھ بیان ہوا ہے۔ باقی عربی کتابیں عربی جاننے سے سمجھی جا سکتی ہیں لیکن قرآن ایمان سے سمجھا جا سکتا ہے۔ اگر تمہیں کامل ایمان حاصل ہو اور پھر تم اس کو دیکھو تو اس میں کوئی شبہ نہیں کہ دنیا کی کسی مجلس میں دنیا کی کسی یونیورسٹی کی ڈگری یافتہ عورت سے تم نیچی نہیں ہو سکتیں۔ وہ تمہیں اس طرح دیکھیں گی جس طرح شاگرد اپنے اساتذہ اور معلّمین کو دیکھتے ہیں کیونکہ تمہارے پاس وہ چیز ہو گی جو اُن کے پاس نہیں ہو گی مگر مصیبت یہ ہے کہ احمدی نوجوان بھی ابھی اس بات پر تو ایمان لے آیا ہے کہ خدا تعالیٰ نے اپنا مامور بھیجا۔ وہ اس بات پر بھی ایمان لے آیا ہے کہ احمدیت سچی ہے مگر ابھی اس بات پر اُسے پختہ ایمان حاصل نہیں ہوا کہ قرآن کریم میں ہر چیز موجود ہے۔ اگر یہ بات حاصل ہو جاتی تو آج ہماری جماعت کہیں سے کہیں پہنچ جاتی۔ اگر تمہاری جیب میں روپیہ موجود ہو تو کیا ضرورت ہے تم صندوق کھولنے جاتی ہو یا اپنی جیب میں ہاتھ ڈالتی ہو اور روپیہ نکال لیتی ہو؟ اگر واقعہ میں ایک احمدی مرد اور عورت کے دل میں یہ ایمان ہو کہ قرآن کریم میں ہر چیز موجود ہے تو وہ کسی اور طرف جائے گا کیوں؟ وہ قرآن پر غور کرے گا اور اُسے وہ کچھ ملے گا جو اُسے دوسری کتابوں سے مل سکتا ہی نہیں تب اُس کی زندگی دوسروں سے زیادہ اعلیٰ ہو گی اور وہ اُن میں ایک ممتاز حیثیت کا حامل ہو گا۔ بے شک بعض مجبوریوں کی وجہ سے اُسے بھی یونیورسٹیوں میں پڑھنا پڑے گا مگر اُس کو آخری ڈگری دینے والا کوئی چانسلر نہیں ہو گا۔ کوئی گورنر نہیں ہو گا۔ کوئی وزیر نہیں ہو گا بلکہ اُسے آخری ڈگری دینے والا خدا ہو گا۔ اور ظاہر ہے کہ خدا تعالیٰ کی ڈگری کے مقابلہ میں انسانوں کی ڈگری کوئی حقیقت ہی نہیں رکھتی۔

غرض یہ کالج میں نے اس لئے کھولا ہے کہ اب دین اور دنیا کی تعلیم چونکہ مشترک ہو سکتی ہے اس لئے اُسے مشترک کر دیا جائے۔ اِس کالج میں پڑھنے والی دو قسم کی لڑکیاں ہو سکتی ہیں۔ کچھ تو وہ ہوں گی جن کا مقصد یہ ہو گا کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دنیوی کام کریں۔ اور کچھ وہ ہوں گی جن کا مقصد یہ ہو گا کہ وہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دین کی خدمت کریں۔ میں دونوں سے کہتا ہوں کہ دینی خدمت بھی دنیا سے الگ نہیں ہو سکتی۔ اور دنیا کے کام بھی دین سے الگ نہیں ہو سکتے۔ اسلام نام ہے خدا تعالیٰ کی محبت اور بنی نوع انسان کی خدمت کا اور بنی نوع انسان کی خدمت ایک دنیوی چیز ہے۔ جس طرح خدا تعالیٰ کی محبت ایک دینی چیز ہے۔ پس جب اسلام دونوں چیزوں کا نام ہے اور جب وہ لڑکی جو اس لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پڑھتی ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دُنیا کا کام کرے اور وہ لڑکی جو اس لئے پڑھتی ہے کہ تعلیم حاصل کرنے کے بعد دین کا کام کرے دونوں اپنے آپکو مسلمان کہتی ہیں تو اِس کے معنے یہ ہیں کہ جو لڑکی اس لئے پڑھتی ہے کہ وہ دُنیا کا کام کرے اُسے معلوم ہے کہ خدا تعالیٰ کی محبت کرنا بھی دین کا حصّہ ہے اور جو لڑکی اس لئے پڑھتی ہے کہ وہ دین کا کام کرے اُسے معلوم ہے کہ بنی نوع انسان کی خدمت کرنا بھی دین کا حصّہ ہے۔ پس دونوں کا مقصد مشترک ہو گیا جو دینی خدمت کی طرف جانے والی ہیں اُنہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ بنی نوع انسان کی خدمت کرنا بھی دین کا حصّہ ہے۔ دین کے معنے صرف سُبحان اللہ سُبحان اللہ کہنے کے نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کی خدمت کرنے اور اُنکے دُکھ درد کو دُور کرنے میں حصّہ لینے کے بھی ہیں۔ اور جو لڑکیاں دُنیا کا کام کرنا چاہتی ہیں اُنہیں یاد رکھنا چاہیئے کہ اسلام نے خدا تعالیٰ کی محبت پر بھی زور دیا ہے۔ پس اُنہیں دُنیوی کاموں کے ساتھ خدا تعالیٰ کی محبت کو کبھی نظر انداز نہیں کرنا چاہیئے بلکہ ہمیشہ اُس کی محبت اپنے دلوں میں زیادہ سے زیادہ پیدا کرتے چلے جانا چاہیئے۔ اور چونکہ دونوں قسم کی لڑکیاں درحقیقت ایک ہی مقصد اپنے سامنے رکھتی ہیں اس لئے وہ جو اختلاف تمہیں اپنے اندر نظر آسکتا تھا وہ نہ رہا اور تم سب کا ایک ہی مقصد اور ایک ہی مُدّعا ہو گیا۔ پس یہ مقصد ہے جو تمہارے سامنے ہوگا اور اس مقصد کے لئے تمہیں دینی روح بھی اپنے اندر پیدا کرنی چاہیئے اور بنی نوع انسان کی خدمت کا جذبہ بھی اپنے اندر پیدا کرنا چاہیئے تاکہ وہ مقصد پُورا ہو جس کے لئے تم اس کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئی ہو۔ دوسرے کالجوں میں پڑھنے والی لڑکیاں ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کو بھلا کر دُنیوی کاموں میں ہی منہمک ہو جائیں۔ مگر چونکہ یہ کالج احمدیہ کالج ہے اس لئے تمہارا فرض ہوگا کہ تم دونوں دامنوں کو مضبوطی سے پکڑے رہو۔ اگر ایک دامن بھی تمہارے ہاتھ سے چھُوٹ جاتا ہے تو تم اس مقصد کو پُورا نہیں کر سکتیں جو تمہارے سامنے رکھا گیا ہے۔ اور جس کے پُورا کرنے کا تم نے اقرار کیا ہے۔ پس اِن ہدایات کے ساتھ مَیں احمدیہ زنانہ کالج کے افتتاح کا اعلان کرتا ہوں۔ اور امید کرتا ہوں کہ جو اِس کالج میں پڑھانے والی ہوں گی وہ بھی اس بات کو مدّنظر رکھ کر پڑھائیں گی کہ طالبات کے اندر ایسی آگ پیدا کی جائے جو اُن کو پارہ کی طرح ہر وقت بے قرار اور مضطرب رکھے۔ جس طرح پارہ ایک جگہ پر نہیں ٹکتا بلکہ وہ ہر آن اپنے اندر ایک اضطرابی کیفیت رکھتا ہے اسی طرح تمہارے اندر وہ سیماب کی طرح تڑپنے والا دل ہونا چاہیئے جو اُس وقت تک تمہیں چین نہ لینے دے جب تک تم احمدیت اور اسلام کو اور احمدیت اور اسلام کی حقیقی روح کو دُنیا میں قائم نہ کر دو۔ اسی طرح پروفیسروں کے اندر بھی یہ جذبہ ہونا چاہیئے کہ وہ صحیح طور پر تعلیم دیں۔ اخلاقِ فاضلہ سکھائیں اور سچائی کی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اہمیت تم پر روشن کریں۔ تمہیں بُرا تو لگے گا مگر واقعہ یہی ہے کہ عورت سچ بہت کم بولتی ہے۔ اُس کے نزدیک اپنے خاوند کو خوش کرنے کی اہمیت زیادہ ہوتی ہے اور سچائی کی کم۔ جب اُسے پتہ لگتا ہے کہ فلاں بات کے معلوم ہونے پر میرا خاوند ناراض ہوگا تو بھی اُس معاملہ میں جھوٹ ہی بولتی ہے سچائی سے کام نہیں لیتی کیونکہ وہ ڈرتی ہے کہ اگر مَیں نے سچ بولا تو میرا خاوند ناراض ہوگا۔ وہ ایک طرف تو یہ دعویٰ کرتی ہے کہ مَیں محکوم نہیں مجھے مرد کے برابر حقوق حاصل ہیں اور دوسری طرف وہ مرد سے ڈرتی ہے۔ اگر اُس کا مرد سے ڈرنا ٹھیک ہے تو پھر وہ محکوم ہے۔ اُسے دُنیا کے کسی فلسفہ اور کسی قانون نے آزاد نہیں کیا اور اگر وہ مرد کے برابر حقوق رکھتی ہے تو کوئی وجہ نہیں کہ وہ جھوٹ بولے اور اُسی طرح صداقت پر قائم نہ رہے جس طرح آزاد مرد صداقت پر قائم رہتے ہیں۔ یہ ایک چھوٹا سا مسئلہ ہے لیکن تمہاری اصلاح کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے۔ تمہیں اپنے دل میں یہ فیصلہ کرنا چاہیئے کہ تم آزاد ہو یا نہیں۔ اگر تم آزاد نہیں ہو تو کہو کہ خدا نے ہم کو غلام بنا دیا ہے۔ اور چھوڑ دو اس بات کو کہ تمہیں مردوں کے برابر حقوق حاصل ہونے چاہئیں اور اگر تم آزاد ہو تو خاوند کے ڈر کے مارے جھوٹ بولنا اور راستی کو چھپانا یہ لغو بات ہے۔ اسی طرح مَیں دیکھتا ہوں کہ ہمارے مُلک کی عورت میں کام کرنے کی عادت بہت کم ہے۔ لجنہ بنی ہوئی ہے اور کئی دفعہ مَیں اُسے اِس طرف توجہ بھی دلا چکا ہوں مگر ہنوز روز اوّل والا معاملہ ہے۔ تمہیں اپنے کالج کے زمانہ میں اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے کہ عورت کی زندگی زیادہ سے زیادہ کس طرح مفید بنائی جا سکتی ہے۔ یہ پُرانا دستور جو ہمیشہ سے چلا آیا ہے اور اب بھی ہے کہ کھانا پکانے کا کام عورت کے ذمہ ہے۔ اِس میں اب تبدیلی کی ضرورت ہے کیونکہ اِس کے نتیجہ میں عورت صرف کھانے پینے کے کام کے لئے ہی رہ گئی ہے۔ اُس کے پاس کوئی وقت ہی نہیں بچتا جس میں وہ دینی یا مذہبی یا قومی کام کر سکے۔ یورپ کے مدبرین نے مل کر اِس کا کچھ حل سوچا ہے اور اِس وجہ سے اُن کی عورتوں کا بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔ مثلاً یورپ نے ایک قسم کی روٹی ایجاد کر لی ہے جسے ہمارے ہاں ڈبل روٹی کہتے ہیں۔ یہ روٹی عورتیں گھر میں نہیں پکاتیں بلکہ بازار سے آتی ہے اور مرد عورتیں اور بچے سب اسے استعمال کرتے ہیں۔ مجھے یہ تو معلوم نہیں کہ بادشاہ کے ہاں کیا دستور ہے آیا اُس کی روٹی بازار سے آتی ہے یا نہیں لیکن یورپ میں ایک لاکھ میں سے ننانوے ہزار نو سو ننانوے یقیناً بازاری روٹی ہی کھاتے ہیں۔ اور اِس طرح وہ اپنا بہت سا وقت بچا لیتے ہیں۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے اِس قسم کے کھانا پکانے کے برتن (Cookers) نکالے ہوئے ہیں جن سے بہت کم وقت میں سبزی اور گوشت وغیرہ تیار ہو جاتا ہے۔ پھر اُنہوں نے اپنی زندگیاں اِس طرح ڈھال لی ہیں کہ عام طور پر وہ ہوٹلوں میں کھانا کھاتے ہیں۔ یورپ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں بالعموم چار کھانے ہوتے ہیں۔ صبح کا ناشتہ۔ دوپہر کا کھانا۔ شام کا ناشتہ اور رات کا کھانا۔ عام طور پر درمیانی طبقہ کے لوگ صبح کی چائے گھر پر تیار کر لیتے ہیں۔ باقی دوپہر کے کھانے اور شام کی چائے وہ ہوٹل میں کھا لیتے ہیں اور شام کا کھانا گھر پر کھاتے ہیں۔ پھر سرد ملک ہونے کی وجہ سے ایک وقت کا کھانا کئی کئی وقت چلا جاتا ہے۔ اور پھر کھانے انہوں نے اس قسم کے ایجاد کر لئے ہیں جن کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ مثلاً کولڈ میٹ (Cold Meat) ہے۔ روٹی بازار سے منگوا لی اور کولڈ میٹ کے ٹکڑے کاٹ کر اس سے روٹی کھا لی۔ لیکن ہمارے ہاں ہر وقت چولھا جلتا ہے۔ جب تم کالج میں تعلیم حاصل کرنے کے لئے آئی ہو تو تمہیں یہ بھی سوچنا پڑے گا کہ تم اپنی زندگی کس طرح گذارو گی۔ اگر چولھے کا کام تمہارے ساتھ رہا تو پھر پڑھائی بالکل بیکار چلی جائے گی۔ تمہیں غور کر کے اپنے ملک میں ایسے تغیرات پیدا کرنے پڑیں گے کہ چولھے پھونکنے کا شغل بہت کم ہو جائے۔ اگر یہ شغل اسی طرح جاری رہا تو پڑھائی سب خواب و خیال ہو کر رہ جائے گی۔ یہی چولھا پھونکنے کا شغل اگر کم سے کم وقت میں محدود کر دیا جائے مثلاً اس کے لئے ایک گھنٹہ صبح اور ایک گھنٹہ شام رکھ لیا جائے تب بھی اور کاموں کے لئے تمہارے پاس بہت سا وقت بچ سکتا ہے۔ یہ مت خیال کرو کہ تم نوکر رکھ لو گی۔ نوکر رکھنے کا زمانہ اب جا رہا ہے۔ اب ہر شخص نوکر نہیں رکھ سکے گا بلکہ بہت بڑے بڑے لوگ ہی نوکر رکھ سکیں گے کیونکہ نوکروں کی تنخواہیں بڑھ رہی ہیں اور اُن تنخواہوں کے ادا کرنے کی متوسط طبقہ کے لوگوں میں بھی استطاعت نہیں ہو سکتی۔ جب میں یورپ میں گیا ہوں تو اُس وقت تک ابھی نوکروں کی تنخواہیں اتنی زیادہ نہیں ہوتی تھیں تب بھی ہم نے جو عورت رکھی ہوئی تھی اُسے ہم اکیس شلنگ ہفتہ وار یا ساٹھ روپیہ ماہوار دیا کرتے تھے اور ساتھ ہی کھانا بھی دیتے تھے۔ پھر اُن کی یہ شرط ہوا کرتی تھی کہ ہفتہ میں ایک دن کی پوری اور ایک دن کی آدھی چھٹی ہوگی۔ ڈیڑھ دن تو اس طرح نکل گیا جس میں گھر والوں کو خود کام کرنا پڑتا تھا۔ آقا بہتیرا شور مچاتی رہے کہ کام بہت ہے وہ کہے گی میں نہیں آ سکتی کیونکہ میری چھٹی کا دن ہے۔ پھر جتنا وقت مقرر ہو اُس سے زیادہ وہ کام نہیں کرے گی۔ کتنا بھی کام پڑا ہو وہ فوراً چھوڑ کر چلی جائے گی اور کہے گی کہ وقت ہو چکا ہے۔ دراصل اس میں اُن کا کوئی قصور نہیں۔ بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اُن کے اختیار میں ہی نہیں ہوتا کہ زیادہ کام کریں۔ کیونکہ وہاں ہر طبقہ کے لوگوں کی الگ الگ انجمنیں بنی ہوئی ہیں۔ کوئی گھر کے نوکروں کی انجمن ہے۔ کوئی قلیوں کی انجمن ہے۔ کوئی انجنوں میں کوئلہ ڈالنے والوں کی انجمن ہے۔ کوئی استادوں کی انجمن ہے۔ ان انجمنوں کی سفارش کے بغیر کسی کو کوئی نوکری نہیں ملتی۔ اگر وہ زائد کام کریں تو انجمن کی ممبری سے اُن کا نام کٹ جاتا ہے اور پھر انہیں کہیں ملازمت نہیں ملتی۔ ہمیں وہاں مضمون لکھنے کے لئے ایک ٹائپسٹ کی ضرورت تھی۔ دفتر نے ایک عورت ا

Digitized by Khilafat Library Rabwah

غرض کے لئے رکھی جو زیکوسلویکیا کی رہنے والی تھی۔ اُسے ہمارے مضامین پڑھنے کے بعد سلسلہ سے دلچسپی ہو گئی۔ مگر مشکل یہ تھی کہ اُس کا وقت ختم ہو جاتا اور ہمارا کام ابھی پڑا ہوا ہوتا۔ بعض دفعہ ہمیں دوسرے ہی دن مضمون کی ضرورت ہوتی اور وہ کہتی کہ میں اب جا رہی ہوں کیونکہ وقت ہو گیا ہے۔ مگر چونکہ اُسے ہمارے سلسلہ سے دلچسپی ہو گئی تھی اس لئے وہ کہتی کہ میں زائد وقت کی ملازمت تو نہیں کر سکتی لیکن میں یہ کر سکتی ہوں کہ مضمون ساتھ لیجاؤں اور گھر پر اسے ٹائپ کروں۔ انجمن والے مجھے گھر کے کام سے نہیں روک سکتے اُس وقت میرا اختیار ہے کہ میں جو چاہوں کروں آپ مجھے اُس وقت کی تنخواہ نہ دیں میں آپ کا کام مفت میں کر دوں گی۔ یا اگر آپ مجھے کچھ دینا چاہیں تو بعد میں انعام کے طور پر دیدیں۔ اس طرح وہ مشن کا کام کیا کرتی تھی۔ کیونکہ ڈرتی تھی کہ اگر انہیں پتہ لگا کہ میں چھ گھنٹہ سے زیادہ کہیں کام کرتی ہوں تو وہ مجھے نکال دیں گے اور پھر مجھے کہیں بھی نوکری نہیں ملے گی۔ یہ چیزیں ابھی ہمارے ملک میں نہیں آئیں لیکن جب آئیں تو پھر لوگوں کے لئے بہت کچھ مشکلات پیدا ہو جائیں گی۔ اب تو وہ پانچ سات روپیہ میں نوکر رکھ سکتے ہیں لیکن جس دن نوکر کی پچاس روپیہ تنخواہ ہو گئی اور سو روپیہ تمہیں ملا تو تم نوکر کہاں رکھو گی۔ آجکل یورپ میں نوکر کی تنخواہ تین پونڈ ہفتہ وار ہے جس کے معنے آجکل کے پاکستانی روپیہ کی قیمت کے لحاظ سے ایک سو بیس ۱۲۰ روپیہ ماہوار کے ہیں اور کھانا بھی ساتھ ہی دینا پڑتا ہے۔

اس زمانہ میں اُوپر کے طبقہ کی تنخواہیں گر رہی ہیں اور نچلے طبقہ کی تنخواہیں بڑھتی جا رہی ہیں اس کے معنے یہ ہیں کہ جو شخص سات آٹھ سو روپیہ ماہوار لیتا ہے وہ بھی ملازم نہیں رکھ سکتا صرف ہزاروں روپیہ ماہوار کمانے والا ملازم رکھ سکتا ہے۔ ایسی صورت میں یہی ہو سکتا ہے کہ ایک وقت کا کھانا دو تین وقتوں میں کھا لیا یا ایک وقت ہوٹل میں جا کر کھا لیا اور دوسرے وقت کے کھانے میں کولڈ میٹ استعمال کر لیا۔ اِس طرح بہت سا وقت اَور کاموں کے لئے بھی بچ سکتا ہے۔ پھر ہمارے یہاں یہ بھی ایک نقص ہے کہ بچوں کو کام کرنے کی عادت نہیں ڈالی جاتی بچے دسترخوان پہ بیٹھے ہیں اور شور مچا رہے ہیں کہ امی! نوکر پانی نہیں لاتی کہ ہم ہاتھ دھوئیں۔ امی! نوکر نے برتن صاف نہیں کئے۔ امریکہ میں ہر بچہ اِس بات کا پابند ہوتا ہے کہ وہ اپنے کھانے کے برتن کو خود دھو کر رکھے اور اگر وہ نہ دھوئے تو اُسے سزا ملتی ہے کیونکہ ماں اکیلی تمام کام نہیں کر سکتی۔ اگر وہ کرے تو اُس کے پاس کوئی وقت ہی نہ بچے۔ وہ اس طرح کرتی ہے کہ کچھ کام خود کرتی ہے اور کچھ کاموں میں بچوں سے مدد لے لیتی ہے۔ غرض یورپ میں اوّل تو روٹی بازار سے منگوائی جاتی ہے پھر اُنہوں نے کولڈ میٹ اور اِسی قسم کی اَور چیزیں ایسی بنائی ہیں جن کا ذخیرہ کیا جا سکتا ہے۔ اور بجائے اِس کے کہ ہر وقت گرم کھانا کھایا جائے وہ اسی سے روٹی کھا لیتے ہیں۔ پھر ایک وقت کا پکا ہوا کھانا دو وقتوں میں کھا لیتے ہیں اور پھر کام میں بچوں کو بھی شامل

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کیا جاتا ہے اور اِس طرح بہت سا وقت بچا لیا جاتا ہے۔ تھوڑے ہی دن ہوئے مَیں نے ایک لطیفہ پڑھا جو امریکہ کے ایک مشہور رسالہ میں شائع ہؤا تھا اور جس سے اُن لوگوں کے کیریکٹر پر خاص طور پر روشنی پڑتی ہے۔ ایک باپ کہتا ہے کہ میری سمجھ میں یہ بات کبھی نہیں آتی کہ میرے بچّوں کو کبھی کبھی یہ تو بھول جاتا ہے کہ آج ہم نے سکول جانا ہے۔ کبھی یہ بھی بھول جاتا ہے کہ ہم نے اپنے برتن صاف کرنے ہیں۔ کبھی یہ بھی بھول جاتا ہے کہ ہم نے اپنے کپڑے بدلنے ہیں۔ کبھی یہ بھی بھول جاتا ہے کہ ہم نے اتنے بجے سونا ہے لیکن اگر کبھی ہنسی میں مَیں نے اپنے بچّوں سے کوئی وعدہ کیا ہؤا ہوتا ہے اور اُس پر پانچ سال بھی گذر چکے ہوں تو وہ اُن کو نہیں بھولتا۔ اِس مثال سے اُن کے کیریکٹر کا پتہ لگتا ہے کہ وقت پر سونا، وقت پر سکول جانا، وقت پر کپڑے بدلنا اور کھانے کے برتن دھونا یہ سب بچّوں کو سکھایا جاتا ہے۔ اور یہ باتیں اُن کے فرائض میں شامل کی جاتی ہیں۔ اِس رنگ میں اُنہوں نے ایسا انتظام کیا ہؤا ہے کہ اُن کا بہت سا وقت بچ جاتا ہے۔

پھر بچّوں کے پالنے کا کام ایسا ہے جس میں بہت کچھ تبدیلی کی ضرورت ہے۔ یورپ میں تو عورتیں بچّے کو پنگھوڑے میں ڈالتی ہیں۔ چوسنی تیار کر کے اُس کے پاس رکھ دیتی ہیں۔ اور مکان کو تالا لگا کر دفتر چلی جاتی ہیں۔ جب بچّے کو بھوک لگتی ہے وہ خود چوسنی اُٹھا کر مُنہ سے لگا لیتا ہے۔ لیکن ہمارے ہاں اگر ماں دو منٹ کے لئے بھی بچّے سے الگ ہو تو وہ اتنا شور مچاتا ہے کہ آسمان سر پر اُٹھا لیتا ہے۔ اِس کی وجہ یہی ہے کہ ماں بچّے کو الگ نہیں کرتی۔ اُسے ہر وقت اپنے ساتھ چمٹائے پھرتی ہے۔ بچہ پیدا ہؤا اور اُسے گود میں ڈال لیا اور پھر تین چار سال تک اُسے گود میں اُٹھائے پھرتی ہیں۔ بلکہ ہمارے مُلک میں تو پانچ پانچ سال تک لاڈلے بچّوں کو اُٹھائے پھرتی ہیں۔ یہ سارے رواج اِس قابل ہیں کہ اِن کو بدلا جائے۔ جب تم ہمّت کر کے اِن رسوم کو بدلوگی تو آہستہ آہستہ باقی عورتوں میں بھی تمہارے پیچھے چلنے کا شوق پیدا ہو جائے گا۔ مَیں نے بتایا ہے کہ سب سے پہلے روٹی پکانے کے طریق میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ عربوں میں بھی بازار سے روٹی منگوانے کا طریق ہے مگر وہاں تنور کی خمیری روٹی ہوتی ہے انگریزی روٹی کا رواج نہیں۔ جتنے ملکوں میں بازار سے روٹی منگوانے کا طریق رائج ہے اُن سب میں خمیری روٹی کھائی جاتی ہے فیطری روٹی ہمیشہ تازہ ہی پکا کر کھانی پڑتی ہے۔ بہرحال بغیر اِس کے کہ روٹی کا سوال حل ہو یہاں عورتیں فارغ نہیں ہو سکتیں اور بغیر اِس کے کہ بچّہ پالنے کے طریق میں تبدیلی ہو یہاں عورتیں فارغ نہیں ہو سکتیں۔ جب تک بچّہ گود میں رہے گا یا ماں بیکار رہنے پر مجبور ہو گی یا بیٹی مجبور رہے گی۔ کام کے لئے فراغت اُسے اُسی وقت ہو سکتی ہے جب بچّے کو پیدا ہوتے ہی پنگھوڑے میں ڈال دیا جائے اور پھر وقت پر اُسے دودھ پلا دیا جائے۔ گود میں اُسے نہ اُٹھایا جائے غرض جب تک یہ سوال حل نہیں ہوتا ماں کی زندگی بیکار رہے گی۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اور جب تک کھانے کا سوال حل نہیں ہوتا عورت کی زندگی بیکار رہے گی۔ یہ بھی ہو سکتا ہے کہ روزانہ چار وقت کے کھانے کی بجائے صرف دو وقت کا کھانا رکھ لیا جائے اور ناشتہ کا کوئی سادہ دستور نکالا جائے۔ اور کھانے ایسے تیار کئے جائیں جو کئی کئی وقت کام آسکیں اور روٹی بازار سے منگوالی جائے۔ لیکن اگر صبح شام کھانا پکانے اور برتن مانجھنے کا کام عورت کے ہی سپرد رہے گا تو وہ بالکل بیکار ہو کر رہ جائیں گی اور کسی کام کے لئے وقت صرف نہیں کر سکے گی۔

پس جہاں دینی مسائل کو مدنظر رکھنا تمہارے لئے ضروری ہے وہاں ان عائلی مشکلات کو حل کرنا بھی تمہارے لئے ضروری ہے۔ ہندوستان میں مسلمانوں کے تنزل اور ان کے انحطاط کی بڑی وجہ یہی ہوئی کہ جب ان کے پاس دولت آگئی تو انہوں نے اسی قسم کے مشاغلِ بیکاری کو اختیار کر لیا۔ گھروں میں مرد بیٹھے چھالیہ کاٹ رہے ہیں۔ گلوریاں بنا رہے ہیں اور عورت بھی کھانے پکانے میں مصروف ہے۔ کبھی یہ چیز تلی جا رہی ہے کبھی وہ چیز تلی جا رہی ہے۔ کبھی کہتی ہے اب میں چٹنی بنالوں۔ کبھی کہتی ہے اب میں میٹھا بنا رہی ہوں۔ نتیجہ یہ ہوا کہ وہ تو کھانے تیار کرنے میں مشغول ہو گئے اور حکومت انگریزوں نے سنبھال لی۔ یہ مصیبت جتنی ہندوستان میں ہے باہر نہیں۔ عرب میں جا کر دیکھ لو سارا عرب بازار سے روٹی منگواتا ہے۔ مصر میں جا کر دیکھ لو سارا مصر بازار سے روٹی منگواتا ہے۔ اور سالن بھی وہ گھر پر تیار نہیں کرتے بازار سے ہی منگوا لیتے ہیں۔ وہاں لوبیا کی پھلیاں بڑی کثرت سے ہوتی ہیں۔ صبح کے وقت مکہ میں چلے جاؤ۔ قاہرہ میں چلے جاؤ بازاروں میں لوبیا کی دیگیں تیار ہوں گی اور ہر شخص اپنا برتن لے جائے گا اور تنور کی روٹیاں اور لوبیا کی پھلیاں لے آئے گا۔ غریب اسے یونہی کھا لیتے ہیں اور امیر آدمی گھی کا تڑکا لگا لیتے ہیں۔ اسی طرح دوپہر کے وقت روٹی بازار سے آتی ہے اور سالن کے طور پر بھی وہ کوئی سستی سی چیز لے لیتے ہیں اور گذارہ کر لیتے ہیں مگر ہمارے ہاں یہ حالت ہے کہ لوگ بڑے فخر سے کہتے ہیں کہ ہم وہ ماما رکھنا چاہتے ہیں جو ایک سیر آٹے میں اسّی پھلکے پکا سکتی ہو۔ بازار والوں نے اپنے کام کو اس طرح ہلکا کر لیا کہ سیر آٹے میں چھ روٹیاں تیار کر لیں اور انگریزوں نے سیر میں چار اور بعض دفعہ دو۔ اور انہوں نے اپنے کام کو اس طرح بوجھل بنا لیا کہ اسّی اسّی پھلکے بنانے لگے۔ یہ سب شغلِ بیکاری ہیں جنکو دور کرنا پڑے گا۔ اور جن کو دور کر کے ہی تم اپنا وقت بچا سکتی ہو۔ آخر علم کے استعمال کے لئے تمہارے پاس وقت چاہیئے اگر تم نے اپنے آپ کو ایسا بنا لیا کہ تمہارے پاس کچھ بھی وقت نہ بچا تو تم نے کرنا کیا ہے۔ پس پہلا سوال وقت کا ہے۔ تم کو اپنی زندگی ایسی بنانی پڑے گی کہ تم ان کاموں کے لئے اپنے اوقات کو فارغ کر سکو۔ پھر تمہارے لئے آسانی ہی آسانی ہے اور تم اس وقت سے فائدہ اٹھا کر بیسیوں ایسے کام کر سکتی ہو جو تمہاری ترقی کے لئے ضروری ہیں۔ پس یہ مسئلہ بھی تمہیں ہی حل کرنا پڑے گا اور اگر تم حل کر لو تو تمہاری مائیں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

آپ ہی آپ تمہاری نقل کرنے پر مجبور ہوں گی۔ ہم نے دیکھا ہے لڑکی پرائمری پاس ہوتی ہے تو جاہل مائیں اپنی لڑکی کے آگے پیچھے پھرتی ہیں اور کہتی ہیں کہ ہماری یہ بیٹی پرائمری پاس ہے۔ بڑی عقلمند اور ہوشیار ہے۔ اگر مائیں اپنی پرائمری پاس لڑکیوں کی بات رد نہیں کر سکتیں تو تم تو بی۔ اے ہو گی تمہاری بات وہ کیوں ماننے کے لئے تیار نہیں ہونگی۔

یہ کام جو میں نے بتایا ہے اسے معمولی نہ سمجھو۔ یہی وہ چیز ہے جس نے ہمارے ملک کی عورت کو بیکار بنا دیا ہے۔ دوسری قوموں نے تو اس مسئلہ کو حل کر لیا اور چھ سات گھنٹے بچا لیئے۔ لیکن تمہیں کھانے پکانے کے دھندوں سے ہی فرصت نہیں ملتی۔ اگر تم بھی چھ سات گھنٹے بچا لو تو یقیناً تم ان اقوام سے بہت زیادہ ترقی کر سکتی ہو۔ کیونکہ وہ اگر چھ گھنٹے بچاتی ہیں تو دو گھنٹے قومی کاموں میں صرف کرتی ہیں اور چار گھنٹے ناچ گانے میں صرف کرتی ہیں لیکن تم اپنا سارا وقت قومی اور مذہبی کاموں میں صرف کرو گی اس لئے یورپ کی عورت کے مقابلہ میں تمہیں اپنے کاموں کے لئے تین گنا وقت مل جائے گا۔ اور جب وہ چھ گھنٹوں میں سے چار گھنٹے ناچ گانے میں صرف کرے گی اور تمہارا تمام وقت خالص دینی کاموں میں صرف ہو گا۔ اور اس طرح تم اُن سے تین گُنا کام کرو گی تو تمہاری فتح یقینی ہے۔ کیونکہ وقت کے لحاظ سے یورپ کی تین تین عورتوں کے مقابلہ میں تمہاری ایک ایک عورت ہوگی۔ اس وقت تمہاری سُو عورت بھی یورپ کی ایک عورت کے مقابلہ میں کوئی حقیقت نہیں رکھتی کیونکہ تمہارا علم بھی کم ہے اور تمہارے پاس اپنے قومی کاموں کے لئے وقت بھی نہیں بچتا۔ لیکن جب تم علم حاصل کر لو گی اور قومی کاموں کے لئے وقت بھی اُن سے زیادہ صرف کرو گی تو تمہاری ایک عورت کے مقابلہ میں یورپ کی سُو عورت بھی کوئی حقیقت نہیں رکھے گی۔ جب تک یورپ کا ماحول ایسا ہے اور اس کا طریق عمل ایسا ہے کہ اُس کی ایک عورت تمہاری سُو عورت کے برابر ہو گی اُس کا جیتنا یقینی ہے لیکن جب تم اپنے آپکو ایسی بنا لو گی کہ تمہاری ایک عورت اُن کی سُو عورت کے برابر ہو گی تو پھر تمہارا جیتنا یقینی ہے۔

ان ریمارکس اور نصیحتوں کے ساتھ میں اپنے خطبہ کو ختم کرتا ہوا کالج کا افتتاح کرتا ہوں اور اللہ تعالیٰ سے دُعا کرتا ہوں کہ وہ ہمارے زنانہ کالج کی اس چھوٹی سی بنیاد کو اپنی عظیم الشان برکتوں سے نوازے اور یہ چھوٹا سا ادارہ دُنیا کے تمام علمی اداروں پر چھا جائے۔

اس کے بعد حضور نے لمبی دُعا فرمائی اور یہ مبارک تقریب اختتام پذیر ہوئی +

تصحیح

مصباح مئی سنہ ۱۹۵۱ء میں "نتیجہ دینیات" کے ذیل میں نسیم اختر صاحبہ کی ولدیت محمد حیات صاحب کی بجائے سید پیر احمد صاحب درج ہے بہنیں تصحیح فرمالیں ! ۔

ادارہ

جسم کی صحت و دماغ کی روشنی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بہت سی بیماریاں بدبوؤں سے پیدا ہوتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اسلام نے بدبودار چیزیں استعمال کر کے یا جسم کو گندہ رکھ کے مسجدوں اور مجلسوں میں آنے سے منع کیا ہے۔ خوشبوئیں صحت کیلئے اچھی ہوتی ہیں اور بہت سی بیماریوں کا علاج۔ یہی وجہ ہے کہ رسول کریم صلعم نے مساجد اور مجالس میں آنے سے پہلے خوشبو لگانے کا حکم دیا ہے۔ صفائی نہ رکھنا جسم کا یا کپڑوں کا بدبودار رکھنا نیکی نہیں۔ اگر یہ نیکی ہوتی تو اسلام اس کا حکم دیتا۔ صفائی رکھنا اور خوشبو لگانا عیاشی نہیں۔ اگر ایسا کرنا عیاشی ہوتا تو اسلام اس کا حکم نہ دیتا۔ بیمار ہو کر علاج کرنے سے بہتر ہے کہ انسان بیماری کو آنے سے ہی روکے اور اس کا ایک ہی علاج ہے یعنی صفائی پسندی اور خوشبو کا استعمال۔

خوشبوؤں کے کارخانے عام طور پر ہندوستان میں رہ گئے۔ **ایسٹرن پرفیومری کمپنی** کے عطر پاکستان میں تیار کئے جاتے ہیں اور ہندوستان سے لائے ہوئے عطروں سے کم قیمت اور خوشبو میں اچھے ہیں۔!

مختصر فہرست ذیل میں درج ہے۔

نام عطر:۔	چنبیلی	گلاب	خس	حناء
فی تولہ:۔	ہ - ہے - عہ ۱۵ - عنہ ۲۰	ہ - ہے - عہ ۱۵ - عنہ ۲۰	ہ - ہے - عہ ۱۵	ہ - ہے - عہ ۱۵
نام عطر:۔	گل شبو	کرنا	نرگس شہلا	نجدی
فی تولہ:۔	ہ - ہے - عہ ۱۵ - عنہ ۲۰	ہ - ہے - عہ ۱۵	ہ - ہے	ہ
نام عطر:۔	شام شیراز	عطر باغ و بہار	حناء عنبری	موتیا
فی تولہ:۔	ہ - ہے -	ہ - ہے - عہ ۱۵	ہ - ہے - عہ ۱۵ - عنہ ۲۰	ہ - ہے - عہ ۱۵

جو عطر ہم پانچ روپے تولہ دیتے ہیں وہ دوسرے کارخانوں میں (ہندوستان کا آیا ہوا) آٹھ روپے تولہ بکتا ہے اور جو آٹھ روپے تولہ دیتے ہیں وہ بارہ روپے تولہ۔ اور جو پندرہ روپے تولہ دیتے ہیں وہ بیس روپے تولہ اور جو بیس روپے تولہ دیتے ہیں وہ تیس روپے تولہ بکتا ہے۔

گرمیوں کے لئے عطر باغ و بہار اور خس کا عطر خاص تحفہ ہیں!

سپرٹ کے عطر بھی چنبیلی، گلاب، خس، خوشبو، ایوپون، انتامی، ٹیوب روز، عطر باغ و بہار اعلیٰ قسم کے عطر فی شیشی مل سکتے ہیں۔ خس اور باغ و بہار خاص موسم گرما کے عطر ہیں۔!

ایسٹرن پرفیومری کمپنی ربوہ

احساس

محترمہ مولوی مصلح الدین احمد صاحب اوورسیئر راجیکی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں سمجھونگا میرا اوجِ مقدر آسماں تک ہے
اگر آہ و فغاں میری تمہارے آستاں تک ہے

کسی کی چشمِ مستی گوں کا نشہ ان کی بلا جانے
ہمارے میکشوں کی میکشی رطلِ گراں تک ہے

کہیں شبنم کہیں ابرِ قضا بن کے برستا ہے
میں سمجھا تھا کہ خونِ دل میری چشمِ رواں تک ہے

وہ کیا جانے حریمِ عشق کے جلووں کی تابانی
طوافِ آرزو جن کا بتوں کے آستاں تک ہے

تڑپ جاؤ گے احساسِ جنوں سے کھیلنے والو!
ہمارے دل کی بیتابی کا چرچا آسماں تک ہے

نہ سمجھو تم تو یہ کون و مکاں ہے اک معمہ سا
اگر سمجھو تو یہ رونق اسی جانِ جہاں تک ہے

شبِ فرقت کا رونا ہی میری قسمت میں ہے اے مصلح
فغاں میری سحر تک ہے سحر میری فغاں تک ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی قانونِ طلاق

ماخوذ از سیرۃ خاتم النبیّین حصہ دوم
مصنفہ حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

(۱) چونکہ نکاح ایک قول معاہدہ ہے اس لئے وہ ٹوٹ بھی سکتا ہے۔ مگر اسلام نے صرف انتہائی حالات میں اس کے توڑنے کی اجازت دی ہے جبکہ کوئی اور چارہ نہ ہے۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ ابغض الحلال الی اللہ الطلاق یعنی جن باتوں کو خاص مصالح کے ماتحت خدائی شریعت میں جائز اور حلال قرار دیا گیا ہے ان میں طلاق خدا کو سب سے زیادہ ناپسند ہے" اِس اصل کے ماتحت اسلام نے ازدواجی رشتہ کو گویا ایک گونہ تقدس اور دوام کا رنگ دے دیا ہے اور مسلمانوں کو یہ ہدایت دی گئی ہے کہ وہ رشتۂ نکاح کے منقطع کرنے میں کبھی بھی جلدی نہ کریں بلکہ انتہائی احتیاط سے کام لیں۔ مگر ایک جامع اور عالمگیر شریعت کی حیثیت میں اسلام نے اِس بات کو بھی نظر انداز نہیں کیا کہ مرد و عورت کے تعلقات میں ایسے حالات پیدا ہو سکتے ہیں جن کے ہوتے ہوئے اِس رشتہ کا خوشگوار صورت میں قائم رہنا محال ہو جاتا ہے اور نہ صرف خاوند و بیوی دونوں کی خانگی زندگی تلخ ہو جاتی ہے بلکہ اس کی تلخی کا اثر لازماً ان کے دوسرے کاموں پر بھی پڑتا ہے۔ ایسی صورت میں اِس کے بغیر کوئی چارہ نہیں رہتا کہ ایک افسوس کرتے ہوئے دل کے ساتھ اِس رشتہ کو منقطع کر دیا جائے۔ چنانچہ اسی قسم کے انتہائی حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ نے اسلام میں طلاق کا قانون جاری فرمایا ہے۔

(۲) اِس قانونِ طلاق کو (خلافِ شریعت اور ناجائز نکاح کی صورتوں کو الگ رکھتے ہوئے جنہیں اصطلاحاً باطل یا نکاحِ فاسد کہتے ہیں) موٹے طور پر تین حصوں میں تقسیم شدہ سمجھنا چاہیئے۔ **اوّل** فسخ نکاح کی صورت میں جس کے اندر فقہ کی اصطلاح سے کسی قدر ہٹ کر لعان وغیرہ کی صورت کو بھی شامل کرتا ہوں۔ یعنی وہ تمام صورتیں جبکہ عقدِ نکاح کا قائم رہنا ناجائز ہو جائے۔ **دوم** طلاق یعنی وہ صورت جبکہ علیحدگی کی خواہش اور جُدائی کی تحریک خاوند کی طرف سے ہو۔ **سوم** خلع یعنی وہ صورت جبکہ علیحدگی کی خواہش اور جُدائی کی تحریک بیوی کی طرف سے ہو۔ اِن تینوں صورتوں کے لئے اسلام نے الگ الگ ضابطہ مقرر فرمایا ہے۔

(۳) فسخ نکاح کی صورت اُس وقت پیش آتی ہے جبکہ نکاح کا قائم رہنا ناجائز ہو جاوے۔ مثلاً لڑکی اپنا حق خیار البلوغ استعمال کرے جس کی کسی قدر تشریح اُوپر گذر چکی ہے۔ یا مثلاً خاوند کو اپنی بیوی کی عصمت کے خلاف یقین ہو جاوے مگر وہ اُسے شرعی طور پر ثابت نہ کر سکے۔ اِس صورت میں اسلام یہ حکم دیتا ہے کہ مرد و عورت ایک دوسرے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے خلاف ہو مگر بعد اب حلف اُٹھائیں اور پھر ان میں علیحدگی کرا دی جاوے اس صورت کو اسلامی اصطلاح میں لعان کہتے ہیں۔

(۴) طلاق کی صورت میں اسلامی حکم یہ ہے کہ جب مرد و عورت میں ایسے حالات پیدا ہو جاویں کہ خاوند اپنی بیوی کو علیحدہ کرنے کی طرف مائل ہو جاوے تو بیشتر اس کے کہ وہ طلاق دے فریقین کے متعلقین کو ایک موقع مصالحت کی کوشش کا ملنا چاہیئے۔ اگر یہ کوشش کامیاب ہو جاوے تو فبہا لیکن اگر وہ کامیاب نہ ہو تو اس صورت میں خاوند کو خود اپنے اختیار سے بغیر عدالت میں جانے کے طلاق دینے کا حق ہے۔ مگر یہ طلاق ایسے طُہر میں ہونی چاہیئے جس میں خاوند بیوی اکٹھے نہ ہوئے ہوں۔ تاکہ یہ کام جلد بازی کے طریق پر نہ ہو کہ جب جی میں آیا طلاق دے دی۔ اور تا عورت کی مخلصانہ کوشش خاوند کو اس کے اس ارادے سے روکنے کیلئے آزاد رہے۔

(۵) گو خاوند بیوی کی جدائی ایک طلاق سے بھی ہو سکتی ہے مگر دو طلاقوں تک خاوند کو رجوع کا حق رہتا ہے اور کامل جدائی کے واسطے یہ ضروری ہے کہ طلاق تین دفعہ تین مختلف وقتوں میں دی جاوے تاکہ مکمل علیحدگی کے لئے کسی عارضی ناراضگی میں قدم نہ اُٹھایا جا سکے۔ اور خاوند کو اپنے ٹھنڈے لمحات میں بیٹھ کے سوچنے کا موقع مل جاوے۔ اگر کوئی شخص جوش میں آکر ایک ہی وقت میں تین طلاقیں دیدیتا ہے تو وہ ناجائز ہوگا اور صرف ایک طلاق شمار ہوگی۔

(۶) طلاق کی صورت میں خاوند کا فرض ہے کہ اگر وہ اپنی بیوی کا مہر پہلے نہیں ادا کر چکا تو طلاق کے وقت اُسے ادا کرے۔ اور اگر کوئی مال اُس نے اپنی بیوی کو دے رکھا ہو تو وہ بھی واپس نہ لے۔ بلکہ ممکن ہو تو اپنے پاس سے کچھ اور بھی دیدے۔ اور بڑی خوش معاملگی اور احسان کے طریق پر اس کام کو سرانجام دے۔

(۷) طلاق کے بعد بھی جب تک عورت دوسری شادی کے لئے آزاد نہ ہو جاوے خاوند اس بات کا ذمہ دار ہے کہ اپنی مطلقہ بیوی کے ضروری اخراجات کا بوجھ اُٹھائے اور اگر کوئی خورد سال اولاد ہے جو ماں سے جُدا نہیں ہو سکتی تو وہ بھی ماں کے پاس رہیگی اور اس کے ضروری اخراجات کا ذمہ دار باپ ہوگا۔

(۸) خلع کے متعلق اسلامی قانون یہ ہے کہ چونکہ خانگی نظام کی امارت خاوند کے ہاتھ میں ہے یعنی از روئے شریعت اور از روئے عقل وہ نہ صرف بیوی کے اخراجات کا ذمہ دار ہے بلکہ فیملی کا ہیڈ بھی وہی ہے۔ اور پھر دوسری طرف عورت ہوتی بھی سادہ مزاج ہے اور چالاک لوگوں کے دھوکے میں وہ آسانی کے ساتھ آ سکتی ہے اس لئے بیوی کو خود بخود علیحدہ ہو جانے کا حق نہیں ہے بلکہ اس صورت میں اسلامی تعلیم یہ ہے کہ اگر کسی وجہ سے عورت اپنے خاوند کے ساتھ نبھاؤ کو ناممکن خیال کرے اور دوسری طرف خاوند اسے الگ کرنے کے لئے تیار نہ ہو تو وہ حاکم کے ذریعہ علیحدگی حاصل کر سکتی ہے۔ اور حاکم کا یہ کام مقرر کیا گیا ہے کہ اگر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

عورت کی طرف سے حقیقی خواہش علیحدگی کی موجود ہو اور وہ کسی دھوکے اور شرارت کا شکار نہ ہو رہی ہو تو علیحدگی کا حکم دیدے اور اس سوال میں زیادہ نہ پڑے کہ عورت کی علیحدگی کی خواہش مناسب یا پسندیدہ ہے یا نہیں۔ اس اصل کے ماتحت اگر کوئی عورت اپنے خاوند کی دوسری شادی کو اپنے لئے واقعی ناقابل برداشت پاتی ہے تو وہ محض اسی بنا پر خلع کا مطالبہ کر سکتی ہے۔

(۹) اگر خاوند اپنی بیوی کو کوئی مال یا ماسوا علاوہ از اخراجات زندگی دے چکا ہو اور وہ اس کی واپسی کا مطالبہ کرے تو خلع کی صورت میں عدالت اس کی واپسی کا بوجھ مناسب حد تک عورت پر ڈال سکتی ہے۔

(۱۰) فسخ نکاح اور طلاق اور خلع کی ان صورتوں میں جن میں خاوند اور بیوی کے اکٹھے ہونے کے بعد علیحدگی ہوئی ہو عورت کو دوسری شادی کی اجازت نہیں ہے جب تک کہ اس کی علیحدگی پر ایک مقررہ میعاد جسے موٹے طور پر تین ماہ کہہ سکتے ہیں نہ گذر جاوے۔ یا حمل کی صورت میں وضع حمل نہ ہو جائے۔ اس میعاد کو شریعت کی اصطلاح میں عدت کہتے ہیں +

بقیہ ۲۳ "اسلامی عفو اور شجاعت" ص

کہ میں ہی تمہارے باپ کا قاتل ہوں۔ مگر اس شخص نے حسن ظنی کرتے ہوئے کہا کہ تم جھوٹ کہہ رہے ہو میرے خیال میں تمہیں گھر سے دوری نے تنگ کر دیا ہے اور تم نے موت کا ہی ارادہ کر لیا ہے۔

مگر میں نے اسے یقین دلایا کہ قاتل میں ہی ہوں اور میں نے وہ جگہ اور وقت بھی بتلایا جبکہ میں نے قتل کیا تھا جب اُسے یقین ہو گیا تو اس نے کچھ دیر خاموشی اور سوچ بچار کے بعد کہا۔

"میں اپنا بدلہ تو تم سے قیامت کے دن حاکم اعلیٰ کے پاس لوں گا لیکن اب میں اپنا عہد نہیں توڑتا۔ ہاں تم چلے جاؤ مبادا غصہ میں مجھ سے خطا ہو جاوے"

پھر اس نے مجھے ایک ہزار دینار دیئے۔ لیکن میں نے لینے سے انکار کر دیا اور چلا گیا۔

سُبحان اللہ! عفو اور درگذر کا کتنا قابل تقلید نمونہ ہے۔ اگرچہ اس بات کا پس منظر قابل اعتراض ہے مگر عکومتوں پر ایسے دور آیا ہی کرتے ہیں۔ مجموعی طور پر گو ملت اسلامیہ میں لغزش نظر آتی ہے مگر افراد کے اخلاق کے نمونہ کی داد دیئے بغیر نہیں رہ سکتا۔

پس ہمیں بھی اسوقت زبانی تبلیغ کے ساتھ واقعہ سے سبق حاصل کرتے ہوئے اپنے نمونہ سے لوگوں کو راہ راست پر لانے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ وقت ایسا ہے کہ صرف زبانی تبلیغ سے کام نہیں چل سکتا۔ اسوقت لوگوں میں بہت سا طبقہ ایسا ہی جو کہ تبلیغ ہی کو سننا بھی پسند نہیں کرتا۔ پس یہ طریق سب سے زیادہ کارآمد ہے نیک نمونہ اور اخلاق فاضلہ سے لوگوں کے دلوں کو مائل کیا جائے۔ اس سے جو اثر پیدا ہوگا وہ دیرپا ہوگا اور نتیجہ کے لحاظ سے بہت زیادہ مفید +

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ایک عزیزہ کے نام خط

نصیرہ نزہت صاحبہ

عزیزہ فرحت! وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ،

کل جب میں دفتر لجنہ اماء اللہ سے واپس آئی تو نتاکیہ نے آواز دی "حافظ صاحب خط لے لو!" لفافہ کو دیکھتے ہی دل نے کہا۔ فرحت نے یاد کیا ہوگا۔ اور اس خیال کے آتے ہی خوشی اور انبساط کی لہریں سیماب وار جسم میں سرایت کر گئیں۔ جلدی سے کھولا، پڑھا تو وہی دل جو ایک لمحہ پہلے بیسیوں خیالات کی آماجگاہ تھا یکدم اس پر سکوت طاری ہو گیا۔ تمہارے خط سے امید کا جھلملاتا ہوا چراغ گل ہو گیا اور میرے دماغ پر گھٹا ٹوپ تاریکی مسلط ہو گئی۔

فرحت! تم اپنی زندگی سے اس قدر مایوس کیوں ہو گئیں، تم یہ کیوں کہنے لگ گئیں کہ تمہاری تین سال کی جدوجہد کوئی پھل نہیں لائی۔ تم گھر کی اس خوبصورت چار دیواری سے کیوں گھبرا گئی ہو جس میں تم نے اس امید سے قدم رکھا تھا کہ میں اس کے رہنے والوں کو احمدیت کے نور سے منور کر دوں گی۔ کیا تم نہیں جانتیں کہ تمہاری کامیابی و ناکامی کا انحصار صرف تمہارے خیال پر ہے۔ کسی نے سچ کہا ہے "جیسا خیال ویسا مآل" جو شخص اس بات کو سمجھتا ہے وہ لازمی طور پر دنیا میں کامیاب ہو جاتا ہے۔ خیال کے زور سے تم زندگی کی وہ بدنظمی دور کر سکتی ہو جو ناکامی کی بنیاد ہے۔ جیسا سوچو گی انشاء اللہ ویسا ہی ہو جائیگا یہ قدرت کا اٹل قانون ہے۔ فرحت! دیر ہے اندھیر نہیں۔ تم اپنے نیک خیال کو استقلال کے ساتھ نفس میں قائم رکھو۔ سچ پوچھو کامیاب اشخاص صرف دنیا میں وہی لوگ ہیں جو اپنی خواہش کے خیال کو ہمیشہ مضبوطی کے ساتھ اپنے نفس میں قائم رکھتے ہیں۔ اگر تمہارے پائے استقلال میں ذرا بھی لغزش آئی تو تم فوراً ناکامی کے عمیق گڑھے میں سرنگوں ہو جاؤ گی۔

فرحت! کیا تم نے مشاہدہ نہیں کیا کہ جب بھاپ کی ضرورت ہوتی ہے تو پانی کے درجۂ حرارت کو ایک سو بارہ (۱۱۲) ڈگری تک پہنچایا جاتا ہے۔ اور اگر اس درجہ سے ذرا کم حرارت رہ جائے یا مقررہ درجہ سے زیادہ ہو جائے تو پھر بھاپ پیدا نہیں ہوتی۔ اسی طرح ایک انجن جب گاڑی کو چلاتا ہے تو اس کو کھولتے ہوئے پانی کی ضرورت ہوتی ہے تاکہ بھاپ پیدا ہو سکے۔ اگر نیم گرم پانی ہو تو اس سے انجن کبھی حرکت نہیں کر سکتا۔ تم اپنی زندگی کی گاڑی کو نیم گرم پانی یا مقررہ درجہ سے زیادہ کھولتے ہوئے پانی سے چلانے کی ناکام کوشش کرتی ہو۔ اور جب تم کو اس میں کامیابی دکھائی نہیں دیتی تو پھر اپنی اس ناکامی پر تعجب اور افسوس کرتی ہو۔ کام میں سرگرمی اور جوش کی کمی اسی طرح کامیابی کے راستہ میں رکاوٹ ثابت ہوتی ہے جس طرح نیم گرم پانی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کسی انجن کو حرکت نہیں دے سکتا۔ دیکھو فرحت! یقیناً کوئی شخص دُنیا میں اُس وقت تک اپنے مقصد کو پا نہیں سکتا جب تک وہ اس میں اپنی پُوری پُوری رُوحانی اور جسمانی کوشش صرف نہیں کر دیتا۔ اس لئے تم کو معلوم ہونا چاہیئے کہ کسی چیز کے حاصل کرنے کے لئے معمولی اور عام خواہش کبھی کافی نہیں ہو سکتی۔ اس کے لیئے بڑی جدوجہد اور بڑی قربانی کی ضرورت ہوتی ہے۔ تم تین سال کے اندر گھبرا گئیں۔ مانا تمہارا ماحول تم سے ہر بات میں اختلاف رکھتا ہے اور تم ان پر اپنا اثر نہیں ڈال سکیں، اس میں تمہارا اپنا قصور ہے، نہ کہ زمانہ کی ستم ظریفی کا۔ تمہاری صرف یہ خواہش کہ کاش! میرا خاندان احمدیت کے جھنڈے تلے آجائے یہ خواہش محض ایک نیم گرم پانی ہے جو کبھی ایک ریل گاڑی کو منزلِ مقصود تک نہیں لے جا سکتا۔

پس تم اپنی اِس نیک خواہش کو پُورا کرنے کے لئے اپنا پُورا جوش اور پُوری طاقت صرف کرو، پھر دیکھو غیب سے کس طرح تمہاری امداد کے سامان پیدا ہوتے ہیں اور کس طرح وہ مقلب القلوب خدا اُن کے دلوں کو جو اس وقت تعصب سے پُر ہیں تمہاری طرف جُھکا دے گا۔ اگر تم اپنے اِس مقصد میں کامیابی حاصل کرنا چاہتی ہو تو تمہیں اس کے لئے پُوری امید اور یقین ہونا چاہیئے۔ اگر تم اپنے آپ کو مظفر و منصور دیکھنا چاہتی ہو تو تمہارے لئے ضروری ہے کہ اپنے اِس کام سے زیادہ تمہیں کسی دوسری چیز میں مسرت حاصل نہ ہو۔

فرحت! مجھے تو اُس شخص کی حالت قابلِ رحم نظر آتی ہے جو اپنے کسی کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے سے پہلے ہی پریشان ہو کر اُس کی طرف سے مُنہ موڑ لیتا ہے۔ اور آخر وقت تک اس سے مانوس نہیں رہتا اور اُس کے حصول کی کوشش نہیں کرتا۔

اگر تمہیں اپنی زندگی میں کسی ایسی عزیزہ سے ملنے کا اتفاق ہو جس نے یہ قطعی فیصلہ کر لیا ہو کہ جو مقصد اُس کے پیشِ نظر ہے اُس کے حصول کے لئے وہ سر توڑ کوشش کرے گی اور اس پر فتح حاصل کرنے کے لئے میدان تک لڑا دے گی اور پورے جوش، سرگرمی اور انتہائی شوق کے ساتھ اس میں منہمک رہے گی تو بلا کسی پس و پیش کے تمہیں یہ سمجھ لینا چاہیئے کہ وہ ضرور ایک نہ ایک دن کامیاب ہو جائے گی مگر کڑی سے کڑی مصیبت بھی اسے سیدھی راہ سے بھٹکا نہیں سکیگی۔

دیکھو فرحت! کامیابی کے ذائقہ سے لذت آشنا ہونے سے پہلے ناکامی کا مزہ چکھنا ضروری ہوتا ہے، ورنہ کامیابی کا کوئی لطف حاصل نہیں ہوتا۔ اگر خدا تعالےٰ نے روشنی کے مقابلہ میں تاریکی کو پیدا نہ کیا ہوتا تو تم ہی بتاؤ ہمیں روشنی کی قدر کیسے معلوم ہو سکتی تھی۔ پس کامیابی حاصل کرنے کے لئے سب سے زیادہ ضروری چیز استقلال ہے اور یہ انسان میں اُس وقت تک پیدا نہیں ہو سکتا جب تک اُس نے ناکامی کا مُنہ نہ دیکھا ہو۔ جانتی ہو یہ بھی زندگی کا ایک راز ہے کہ جس قدر زیادہ مصائب کا سامنا ہوگا جتنی زیادہ ناکامیاں پیش آئیں گی اُتنا ہی زندگی کا لطف آئے گا۔ انسان وہی ہے جس کا قدم مصیبت کے وقت نہ لڑکھڑائے اور جو زمانہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کے سخت و سُست اور سرد و گرم کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے اور پیشانی میں شکن نہ آنے دے۔ تم کو اپنی ناکامی سے ہراساں نہیں ہونا چاہیئے۔ صبر اور حوصلہ سے کام لو۔ یقیناً تمہارے اخلاق ایک نہ ایک دن اُن کو گرویدہ کر کے چھوڑینگے۔ والدین کے گھر آنے کا خیال مت کرو۔ گھر سے قدم باہر نکالنا تمہاری نیک کوششوں کو بہت پیچھے ڈال دے گا۔

فرحت! جانتی ہو زندگی کی فتح کا راز شکست میں مضمر ہے۔ وہ خوشی ہی کیا جو رنج و الم کی قیمت دے کر نہ حاصل کی گئی ہو۔ وہ زندگی زندگی ہی نہیں جس میں سخت جد و جہد اور بڑی بڑی مصیبتیں نہ ہوں۔ جس قدر مصیبتیں عظیم ہوں گی اُسی قدر اُن کا انجام شاندار ہو گا۔

پس تم اپنی ناکامیوں کو کامیابی کا زینہ بناؤ اور دیکھو کہ تم نے اپنی پچھلی کوشش میں کہاں کہاں غلطی کی اور کس کس بات کی کمی رہی۔ اور اگر تم نے کوشش اور استقلال کو ہاتھ سے نہ چھوڑا تو یقین رکھو بہت جلد کامیابی کا سہرہ تمہارے سر پر ہو گا۔ اور تم فخر سے کہو، نزہت! دیکھو میں نے اپنی سر توڑ کوششوں سے اِس خاندان کو احمدیت کے نور سے منور کر دیا۔ تب تم خوشی سے پھولے نہ سماؤ گی۔ مگر یہ خوشی کب نصیب ہو گی؟ اس وقت جب تم راستہ کے کانٹوں کو پھول تصور کرنے لگ جاؤ گی۔

مَیں نے سُنا ہے اس دفعہ انہوں نے تحریک جدید میں حصہ لیا ہے مگر تم نے اس کا ذکر نہیں کیا۔ یہ کتنی زبردست فتح ہے تمہاری تبلیغ کی۔ اسی طرح وہ آہستہ آہستہ تمام بُری عادتوں کو چھوڑ دیں گے۔

فرحت! تمہارا سینہ اِس سے کیوں تنگ ہونے لگا کہ ڈپٹی صاحب کی نظر میں "عورت کی کوئی حقیقت نہیں"۔ اگر خدا نے چاہا تو عنقریب اُن کو معلوم ہو جائے گا کہ دُنیا میں عورت سے بڑھ کر کوئی نعمت نہیں۔ یہی وہ نازک شیشہ ہے جو چُور چُور کر دینے کے باوجود بھی اپنے مالک کے قدموں میں پڑا رہتا ہے۔ یہی وہ پھول ہے جو پاؤں میں مسل ڈالنے کے باوجود بھی اپنی پامالی پر فخر کیا کرتا ہے۔ یقیناً اگر عورت نہ ہوتی تو راحت نہ ہوتی، چین نہ ہوتا، آرام نہ ہوتا، سکون نہ ہوتا اور زندگی کی دلفریبیاں نہ ہوتیں۔ یقیناً وہ جان لینگے کہ مرد کی زندگی کا سب سے بڑا جزو اُس کی بیوی ہے اور مرد کی زندگی کا دارومدار دولت پر نہیں بلکہ صرف اسی کی ذات پر موقوف ہے۔ مرد جس اطمینان و راحت کو ڈھونڈتا ہے وہ اسی کی وفا شعاری میں پوشیدہ ہے۔

اچھا فرحت دُعا کرتی رہا کرو۔ کیونکہ عورت کے پاس صرف یہی ایک ہتھیار ہے جس سے وہ کامیابی حاصل کر سکتی ہے۔ والسلام

خدا حافظ! خدا حافظ!!

مصباحی بہنوں کا فرض
ہے کہ وہ مصباح کی توسیع اشاعت میں کوشش فرما کر
ادارہ کی امداد فرمائیں!

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اسلامی عفو اور شجاعت

سائرہ قدسیہ ربوہ

تاریخ کے اوراق یہ ظاہر کرتے ہیں کہ صرف اور صرف مسلمانوں کی ہی ایک ایسی جماعت ہے جس نے کہ اپنے مذہب اسلام کو ہر پہلو سے مکمّل ثابت کر کے فرمانِ الٰہی کو سچ کر دکھایا جس میں کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔ اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ۔

ہمیں اِس بات کا انکار نہیں ہے کہ مذاہب غیر کے افراد نے بھی اخلاق کے زرّیں اور قابلِ تقلید نمونے دکھائے ہیں مگر جو اعلیٰ، اکمل اور اتم نمونہ تاریخِ اسلام میں پایا گیا ہے وہ بہت کم پایا گیا ہے اور یہ بھی صداقتِ اسلام کی ایک بیّن اور واضح دلیل ہے۔

ذیل میں ایک دلچسپ اور نصیحت آموز واقعہ بیان کیا جاتا ہے جس سے کہ مسلمانوں کے اُس بلند کیریکٹر کی ایک جھلک پڑتی ہے۔

یہ اُس وقت کا واقعہ ہے جبکہ خلافت بنو امیّہ کے ہاتھ سے نکل کر بنو عباس کے قبضہ میں آگئی اور بنو امیّہ کے بہت سے لوگ روپوش ہو گئے۔ اُن بھاگنے والے افراد میں سے ایک عالم اور ادیب شخص ابراہیم بن سلیمان بن عبد الملک نامی بھی تھا جو کہ ابھی جوان ہی تھا۔

وہ شخص اپنے متعلق یہ بیان کرتا ہے کہ میں بھی "حیرہ" شہر کے ایک محلہ میں روپوش تھا۔ ایک دن کیا دیکھتا ہوں کہ "کوفہ کی طرف سے لوگ کالے جھنڈے پکڑے ہوئے حیرہ کی طرف آ رہے ہیں۔ میں سمجھ گیا کہ وہ میری تلاش میں ہیں۔ میں وہاں سے کوفہ کی طرف بھاگ گیا۔ اب وہاں میرا کوئی واقف نہ تھا جس کے پاس میں چھپ جاؤں۔ آخر کار میں ایک گھر میں پہنچا اور اُس میں داخل ہو گیا تو وہاں ایک بڑے آدمی کو پایا جو گھوڑے پر سوار تھا۔ اُس نے مجھ سے اُتر کر پوچھا "تو کون ہے اور یہاں کس لئے آیا ہے؟" میں نے کہا کہ "اپنی جان کی پناہ مانگتا ہوا یہاں پہنچا ہوں۔" تو اُس شخص نے مجھے اپنے پاس پناہ دی اور اپنے حرم کے نزدیک ہی ایک کمرہ مجھے دے دیا اور میرے لئے ہر قسم کی ضروریاتِ زندگی مہیا کیں اور مجھ سے باقی حالات کے متعلق نہ پوچھا۔ مگر وہ ہر روز صبح کے وقت چلا جایا کرتا تھا اور قریباً ظہر کے بعد آ جایا کرتا تھا۔ میں نے اُس سے ایک دن پوچھ ہی لیا کہ "تو کہاں اور کس لئے ہر روز جاتا ہے؟" تو بولا کہ "ایک شخص ابراہیم بن سلیمان بن عبد الملک نے میرے باپ کو قتل کیا ہے (یعنی وہی شخص جسے وہ پناہ دے چکا تھا) میں ہر روز جا کر اُسے ڈھونڈتا ہوں تاکہ اُس سے بدلہ لوں۔" اِس پر میں نے پوچھا کہ "اُس کا اور اُس کے باپ کا کیا نام تھا؟" اُس نے بتایا اور مجھے معلوم ہو گیا کہ واقعی میں نے اُس کے باپ کو قتل کیا ہے۔

میں نے دل میں سوچا کہ اب تو تقدیر نے خود ہی مجھے موت تک پہنچا دیا ہے اب ڈرنا نہ چاہئیے اور میں نے اُسے بتا دیا کہ

(ملاحظہ ہو صفحہ ۳ پر)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دعائے شکر و مسرت

بھتیجے کی پیدائش پر جو اللہ تعالیٰ نے پانچ بھتیجیوں پر سے عطا فرمایا۔ — شمیم

کروں میں کس زباں سے شکر خالق کی عنایت کا
کہ جس نے جام بھر کر دیدیا انوارِ بہجت کا

سراپا شوق کی تسکینِ خاطر آپ فرمائی
تلطفِ خاص سے دیکھیں حسیں مکھڑا لطافت کا

تڑپتی آرزوؤں کو فروغِ شادمانی دی
دیا مژدہ تمناؤں کو فضلِ بے نہایت کا

عطا مجھ کو بھتیجا اور بھائی کو ہوا بیٹا!
میں صدقے اس کریمی کے جو لائی خوانِ نعمت کا

ہوا ابرِ کرم پر ناز جذباتِ تشکر کو!
بڑھی کشتیٔ ارماں دیکھ کر دریا سخاوت کا

مسرت کی فراوانی عطاءِ خاص کا ھدیہ
نظر آیا کھلا ایماں کو در استجابت کا

نویدِ جود و اکرم نے بڑھائے حوصلے دل کے!
دیا احساسِ بخشش نے سہارا اُنکی نصرت کا

وفورِ امتنانِ قلب سے نکلی التجا یارب!
تو اس ننھی کرن کو راز داں کر شمسِ فطرت کا

حبیبِ پاک کے صدقے پھلے پھولے بڑھے اُمم
عطا کر اپنی رحمت سے خزانہ عمر و صحت کا

نمونہ ہو برومندی کا، ہو اقبال تابندہ
ہو عہدِ نام پائندہ، عَلم سر پہ ہو شوکت کا

وفا کو ناز ہو اس پر شکوہِ روحِ عزائم پر
بنے یہ خوشہ چینِ اسلاف کی شانِ نجابت کا

درخشندہ ستارہ ہو، یہ قومی آن کا حامل!
یہ بن جائے مطاعِ ناز اس بارِ امانت کا

چراغِ خانداں ظلمت کی تاریکی کا دشمن ہو
تحیر خیز عنواں ہو فداکاریٔ ملت کا

ایازی مرتبہ ہو ننگ اس جذبِ غلامی پر
یہ پرتو ہو ترے محمود کی شانِ عزیمت کا

شمیمِ خلد کو ہو رشک اسکی عطر بیزی پر
یہ غنچہ ہو الٰہی گلہائے قدس کی نکہت کا

آمین

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت آمنہ بنت وہب رضی اللہ تعالیٰ عنہا

محترمہ امۃ المجید صاحبہ ایم اے
جسونت بلڈنگ جودھامل روڈ۔ لاہور

نوٹ:- اپریل ۱۹۴۹ء میں حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جماعت کے تعلیمی معیار کو بلند کرنے کے لئے بہت سے مضامین پر کتب لکھنے کی سکیم پیش کی تھی۔ مضامین کی اس لمبی لسٹ میں سے خاکسارہ نے "سوانح صحابیات النبی" کا موضوع منتخب کیا اور اس موضوع پر ایک کتاب لکھی ہے۔ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نام اصطلاحی معنوں میں اگرچہ صحابیات کی شق میں نہیں آتا لیکن ادب کے طور پر میں نے کتاب کو حضرت آمنہؓ کے حالات سے ہی شروع کیا ہے۔ حضرت آمنہؓ کے سوانح بطور نمونہ کے اس درخواست کے ساتھ پیش کر رہی ہوں کہ مصباح کی بہنیں اسلوب بیان کے متعلق اپنی رائے سے مطلع فرماویں۔ جو بہنیں ان ہی واقعات کو زیادہ اچھی عبارت میں ڈھال سکیں وہ اپنی عبارت مندرجہ ذیل ایڈرس پر بھیج کر ممنون فرماویں۔

امۃ المجید ایم۔ اے جسونت بلڈنگ۔ جودھامل روڈ - لاہور

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ ماجدہ حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلہ بنو زہرہ کے سردار وہب کی صاحبزادی تھیں اور خاندان ونسب کے لحاظ سے آپؓ عرب کی افضل ترین عورتوں میں سے تھیں۔ حضرت عبداللہؓ کے ساتھ حضرت آمنہؓ کی شادی کا ذکر تواریخ میں اس طرح بیان کیا جاتا ہے:-

"ورقہؓ بن نوفل جو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے عم زاد تھے۔ ایک نصرانی عالم تھے۔ ان کی ایک بہن تھی جس کا نام قُتَیلَۃ تھا۔ قُتَیلَۃ نے اپنے بھائی ورقہ بن نوفل سے سن رکھا تھا کہ اس امت میں ایک نبی پیدا ہونے والا ہے۔ ایک دن قُتَیلَۃ کعبہ کے پاس کھڑی تھیں کہ ادھر سے حضرت عبدالمطلب اور حضرت عبداللہ کا گزر ہوا۔ قتیلۃ نے دیکھا کہ حضرت عبداللہ کے چہرے پر ایک غیر معمولی نور چمک رہا ہے۔ حضرت عبداللہ کو مخاطب کر کے کہنے لگیں "تمہارے لئے اتنے ہی اونٹ ہوں گے جتنے کہ تمہاری جان کے بدلے ذبح کئے گئے ہیں۔ مجھ سے ابھی شادی کر لو" قتیلۃ کو اپنے بھائی ورقہ کی بات یاد آئی اور اس نے خواہش کی کہ ہونے والے نبی کی ماں بننے کی سعادت مجھے نصیب ہو لیکن حضرت عبداللہ کہنے لگے "میں اپنے والد کے ساتھ جا رہا ہوں میں ان سے جدا نہیں ہو سکتا اور نہ ہی ان کی

۵ زرقانی جزو ۱ صفحہ ۱۰۳

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلاف ورزی کرنی پسند کرتا ہوں"۔

حضرت عبدالمطلب اور حضرت عبداللہ وہب بن عبد مناف کے ہاں ٹھہرے۔ چونکہ وہب اپنے قبیلے کے سردار تھے اسلئے حضرت عبداللہ کی شادی انکی لڑکی آمنہ بنت وہب کے ساتھ کر دی گئی۔ عربوں کے دستور کے مطابق حضرت عبداللہ اپنے سسرال کے ہاں تین دن تک رہے اور پھر اپنے والد کے ساتھ واپس آگئے۔ واپسی پر قتیلہ پھر ملیں تو حضرت عبداللہ کہنے لگے "اب تم وہ کیوں نہیں کہتیں جو اس دن کہا تھا"۔ کہنے لگیں "اس دن جو نور آپ کی پیشانی پر تھا آج جدا ہو چکا ہے"۔

حضرت آمنہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب آنحضرتؐ میرے پیٹ میں تھے تو مجھ سے کہا گیا کہ اُمت کا سردار تمہیں دیا گیا ہے۔ جب وہ پیدا ہو تو کہنا اُعِیْذُہٗ بِالْوَاحِدِ مِنْ شَرِّ کُلِّ حَاسِدٍ۔ ثُمَّ سَمِّیْہِ مُحَمَّدً۔ یعنی میں اسے ایک خدا کی پناہ میں دیتی ہوں۔ ہر حسد کرنیوالے کے حسد سے اور پھر اس کا نام محمد رکھنا"۔ اسی طرح آپ نے دیکھا کہ آپ کے پیٹ میں سے ایک نور نکلا ہے جس کی روشنی میں ملک شام کے بصریٰ کے محل نظر آتے ہیں۔

حضرت آمنہؓ بیان فرماتی ہیں کہ جب آنحضرتؐ کی پیدائش کا وقت آیا اس وقت میں بالکل اکیلی تھی۔ حضرت عبدالمطلب طواف کعبہ کے لئے گئے ہوئے تھے۔ اچانک میں نے کچھ گرنے کی آواز سنی اور میرے ساتھ ایک عجیب عظیم الشان معاملہ پیش آیا۔ میں نے دیکھا کہ ایک سفید پرندے نے میرے دل کو چھوا۔ چھوتے ہی میرا خوف اور درد جاتے رہے۔ اُس وقت میں نے دیکھا کہ سفید رنگ کا ایک شربت میرے سامنے ہے۔ مجھے پیاس لگ رہی تھی میں نے اُسے دودھ سمجھ کر لے لیا اور پی لیا لیکن اُس کا مزہ دودھ سے کہیں زیادہ شیریں تھا۔ میرے سامنے ایک وسیع نور تھا جس میں کھجوروں کی طرح کی دراز قد عورتیں تھیں۔ یوں لگتا تھا کہ وہ بنی عبد مناف کی حسین عورتیں ہیں۔ میں تعجب کر رہی تھی کہ ان عورتوں کو میرا پتہ کیسے لگ گیا کہ ناگہاں ان میں سے دو بولیں "ہم آسیہ امرأۃ فرعون اور مریم بنت عمران ہیں اور یہ باقی سب حوریں ہیں"۔ ناگہاں سفید رنگ کا ریشم آسمان اور زمین کے درمیان لٹکایا گیا اور ایک کہنے والا کہہ رہا تھا "اسے پکڑو"۔ اسی حالت میں آنحضرتؐ پیدا ہو گئے۔ اُسی وقت میں نے نور کا ایک بہت بڑا بادل دیکھا جس میں سے گھوڑوں کے ہنہنانے اور پرندوں کے پھڑپھڑانے کی آواز سنی اور ایک کہنے والا کہتا تھا "محمدؐ کو زمین کے مشرق، مغرب اور سمندروں میں پھراؤ تاکہ ساری دنیا آپؐ سے واقف ہو جائے اور آپؐ کو ہر جن و انس، ملائکہ، طیور و وحوش کے سامنے پیش کرو اور آپؐ کو شیثؑ کی سی معرفت، نوحؑ کی سی شجاعت، ابراہیمؑ کی سی دوستی، اسماعیلؑ کی سی زبان، اسحاقؑ کی سی رضا، صالحؑ کی سی فصاحت، لوطؑ کی سی حکمت، یعقوبؑ کی سی بشارت، موسیٰؑ کی سی شدت، ایوبؑ کا سا صبر، یونسؑ کی سی اطاعت، داؤدؑ کی سی آواز، دانیالؑ کی سی محبت، الیاسؑ کا سا وقار، یحییٰؑ کی سی عصمت، عیسیٰؑ کا سا زہد عطا کرو اور تمام نبیوں کے اخلاق سے آراستہ کر دو"۔

۱؎ سیرۃ ابن ہشام جزو ۲ صفحہ ۱۰۲ ۲؎ زرقانی جزو ۱ صفحہ ۱۱۱

مصباح ربوہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

حضرت آمنہؓ فرماتی ہیں کہ پھر میں نے بچے کی طرف دیکھا تو آپؐ چودھویں رات کے چاند کی طرح تھے اور مشک کی سی خوشبو آرہی تھی۔ میں نے دیکھا کہ تین آدمی تھے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا، دوسرے کے ہاتھ میں زمرد کا طشت اور تیسرے کے ہاتھ میں سفید ریشم پکڑا ہوا تھا۔ فرشتوں نے آنحضرتؐ کو سات دفعہ غسل دیا اور ریشم میں لپیٹ کر غائب ہو گئے۔

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو یہ یقین شروع ہی سے تھا کہ آپ کا بیٹا دنیا میں غیر معمولی وجود ثابت ہونے والا ہے جیسا کہ اس واقعہ سے ثابت ہے:۔

"جب آنحضرت صلعم اپنی دایہ حضرت حلیمہ کے پاس تھے اُسی دوران[1] میں ایک دن آپؐ اپنے دودھ بھائی کے ساتھ کھیل رہے تھے کہ دو فرشتوں نے پکڑ کر آپ کا سینہ چاک کیا اور دل نکال کر اُسے دھویا اور پاک کیا۔ اس غیر معمولی واقعے کا ذکر آپ کے دودھ بھائی نے حضرت حلیمہ سے کر دیا۔ قدرتی طور پر حضرت حلیمہ بھی گھبرا گئیں۔ اُن کے خاوند کہنے لگے اس لڑکے کو تو کسی آسیب کا سایہ ہے اسلئے جتنی جلدی ہو سکے اسے اس کی والدہ کے ہاں پہنچا دو۔ حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ میں نے بھی اس رائے سے اتفاق کیا اور بچے کو لیکر اس کی والدہ حضرت آمنہؓ کے پاس آگئیں۔ حضرت آمنہؓ حیرت سے کہنے لگیں "تم تو اسے اپنے پاس رکھنے پر اتنا مُصر تھیں، اب اسے واپس کیوں لے آئی ہو؟" حضرت حلیمہ نے جواب دیا اب میرا لڑکا بڑا ہو گیا ہے۔ جو میرا فرض تھا میں نے ادا کر دیا ہے۔ میں نے سوچا خدا نہ کرے کہ کوئی حادثہ پیش آجائے اسلئے آپ کا بیٹا لے آئی ہوں تاکہ آپ کے سپرد کر دوں" حضرت آمنہ کہنے لگیں "یہ تو حقیقت معلوم نہیں ہوتی۔ سچ سچ بتاؤ" حضرت حلیمہ کہتی ہیں کہ حضرت آمنہ نے مجھے اُسوقت تک نہ چھوڑا، جب تک کہ میں نے وہ سینہ پھاڑنے والی بات نہ بتا دی۔ حضرت آمنہ کہنے لگیں "نہیں، ہرگز نہیں شیطان اس پر اپنا اثر نہیں ڈال سکتا۔ اور میرے بیٹے کی تو بڑی شان ہے۔ کیا تمہیں بتاؤں کہ میرے اس لڑکے کی کیا شان ہے؟ سنو۔ جب یہ میرے پیٹ میں تھا تو میں نے دیکھا کہ مجھ میں سے ایک نور نکلا ہے جسکی روشنی میں ملک شام کے بُصریٰ کے محل نظر آتے ہیں۔ اور جب یہ پیدا ہوا تو اُسکے ہاتھ زمین پر اور سر آسمان کی طرف بلند تھا۔ اسے یہیں رہنے دو اور تم راضی خوشی جاؤ۔"

حضرت آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا مقام اَبْوَاء[2] پر فوت ہوئیں اور یہیں دفن کی گئیں۔ آپ کے یہاں دفن کئے جانے کی وجہ یہ بیان کی جاتی ہے۔ آنحضرت صلعم کے والد حضرت عبد اللہ تجارت کے سلسلے میں باہر گئے ہوئے تھے کہ مدینہ میں آپؓ کی وفات ہو گئی۔ آپؓ کی بیوی یعنی حضرت آمنہؓ ہر سال مدینہ آپ کی قبر کی زیارت کے لئے جاتیں۔ جب آنحضرتؐ ساتویں سال میں ہوئے تو حسب معمول حضرت آمنہ مدینہ تشریف لے گئیں۔ آپؓ کے ساتھ حضرت عبد المطلب اور آنحضرتؐ کی کھلائی ام ایمن بھی تھیں۔ مدینہ سے واپسی پر جب آپ اَبْواء مقام پر پہنچیں تو آپؓ فوت ہو گئیں۔ آپؓ کی وفات کے متعلق ایک روایت یہ بیان کی جاتی ہے

---

[1] سیرۃ ابن ہشام صفحہ ۱۰۵ [2] معجم البلدان جزو ۱ صفحہ ۹۲

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ حضرت ابوطالب اپنے ماموں کے ہاں آئے ہوئے تھے جو بنو النجار قبیلہ سے تعلق رکھتے تھے۔ ان کے ساتھ حضرت آمنہؓ بھی تھیں۔ مکہ واپس ہوتے ہوئے جب آپؐ اَبْوَاء مقام پر پہنچے تو حضرت آمنہؓ فوت ہو گئیں اور وہیں دفن کی گئیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کے بعد قریش مکہ ایذا دہی کے نئے نئے ڈھنگ سوچتے رہتے تھے جب قریش مکہ اُحد کی لڑائی کے لئے جا رہے تھے تو اس دفعہ وہ اپنے ساتھ عورتوں کی ایک پارٹی بھی لے گئے تھے جن میں ہند بنت عتبہ بھی تھیں۔ مقصد یہ تھا کہ عورتیں بدر کے مقتولین کو یاد کروا کروا کر سپاہیوں کو جوش دلاتی رہیں گی۔ اُحد کی طرف جاتے ہوئے راستے میں مقام اَبْوَاء پر سے بھی گزرے جہاں حضرت آمنہؓ مدفون تھیں۔ چند قریشی لوگ کہنے لگے "تم اپنے ساتھ پردہ نشین عورتیں لائے ہو۔ اور ہمیں تو اپنی عورتوں کے متعلق ڈر رہی ہے۔ اس لئے محمد (صلے اللہ علیہ وسلم) کی والدہ کی قبر کھود دیتے ہیں۔ اگر ہمیں شکست ہوئی اور ہماری عورتیں اُن کے ہاتھ لگیں تو تم یہ کہہ سکو گے کہ یہ تمہاری والدہ کی ہڈیاں (نعوذ باللہ من ذالک) ہمارے پاس ہیں۔ اگر وہ اپنی والدہ کی عزت کا پاس کرنے والا ہوا تو خدا کی قسم وہ تمہاری عورتیں اپنی والدہ کے بدلے واپس کر دیگا۔ اور اگر ہماری کوئی عورت اُن کے ہاتھوں میں نہ پڑی تو پھر بھی اپنی والدہ کے بدلے اُسے ہمیں بہت سا مال دینا پڑے گا۔ ابوسفیان نے اہل الرائے لوگوں سے مشورہ لیا تو وہ کہنے لگے۔ "اس بات کا ذکر ہی چھوڑ دو۔ اگر ہم نے ایسا کیا تو بنو بکر

صحابی کا ایثار

عائشہ بنت چوہدری عبدالرحیم صاحب ربوہ

حضرت ابو ایوبؓ انصاری کا ذکر آپ نے کئی مرتبہ اسلامی کتابوں میں پڑھا ہو گا — آپ مدینہ کے رہنے والے تھے۔ اور ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے بہت پیارے صحابی تھے۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مکہ سے ہجرت کر کے مدینہ تشریف لائے تو ابتداءً حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کے مکان میں رہائش اختیار کی تھی۔ حضرت ابو ایوبؓ کے مکان کی دو منزلیں تھیں اُن کا خیال تھا کہ حضورؐ اوپر کی منزل میں تشریف فرما ہوں لیکن پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم نے نچلی منزل میں ہی ٹھہرنا مناسب سمجھا۔

حضرت ابو ایوبؓ انصاری ناچار اوپر والی چھت پر رہنے لگے۔ ایک مرتبہ سردی کے موسم میں حضرت ابو ایوبؓ انصاری کا پانی کا گھڑا ٹوٹ گیا۔ چھت کمزور تھی، خطرہ تھا کہ پانی ٹپک کر حضورؐ کی تکلیف کا باعث نہ بنے اسلئے اپنی لحاف جسے میاں بیوی دونو اوڑھا کرتے تھے پانی پر ڈال دی۔ لمبی، اُداس اور خاموش رات گذر گئی۔ صبح کا ستارہ نظر آیا، نماز پڑھی اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر ہو کر رات کا واقعہ عرض کیا۔ حضورؐ اسی روز سے اوپر کی چھت پر رہنے لگے اور حضرت ابو ایوبؓ انصاری نے نچلی منزل میں رہائش اختیار کر لی۔ یہ واقعہ ہمیں بتاتا ہے کہ ہمارے رسول پاک صلی اللہ علیہ وسلم سے آپؓ کو کس درجہ محبت تھی اور خود حضورؐ کو اپنے ساتھیوں کا کس قدر خیال تھا۔ کاش! ہمارے اندر بھی یہ جذبہ پیدا ہو جائے کہ ہم خدا تعالیٰ اُس کے سچے نبی اور اسلام کو سربلند کرنے کیلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی بچوں کیلئے کہانیاں

مولوی کرم دین جہلمی

مکرم شیخ محمد نذیر صاحب فاروقی - ربوہ

۱ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کتاب مواہب الرحمن لکھی اور شائع ہو کر ملک کے ہاتھوں تک پہنچی تو مولوی کرم دین سکنہ بھیں ضلع جہلم نے بہت پیچ وتاب کھایا۔ چونکہ قسمت میں روسیاہی لکھی تھی اسلئے اس نے حضور پر جہلم کی ایک عدالت میں ازالہ حیثیت عُرفی کا دعویٰ کر دیا کہ اس کتاب میں مجھے لئیم اور کذاب کہا گیا ہے اور یہ میری توہین ہے۔

یہ واقعہ اس طرح ہوا کہ مولوی کرم دین نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو لکھا کہ پیر مہر علیشاہ گولڑوی جو کتاب آپکی کتاب اعجاز المسیح کے جواب میں لکھ رہا ہے وہ مسودہ دراصل ایک اور شخص کا لکھا ہوا ہے اور ناجائز طور پر پیر مہر علی شاہ نے اس پر قبضہ کر کے آپکے جواب میں بطور جواب الجواب پیش کر رہا ہے۔ ورنہ مہر علی شاہ ایسا لکھنے پر قادر نہیں ہے۔"

اس خط کی رسیدگی پر حضور نے اخبار الحکم میں ایک مضمون لکھا اور سلسلہ احمدیہ کے مخالفین علماء کے اخلاق و اعمال پر اظہار افسوس کیا۔ اب مولوی کرم دین نے رُخ بدلا اور کہا کہ پیرجی نے کوئی سرقہ نہیں کیا میں نے تو ازراہ تفنن لکھا تھا۔ انہی دنوں میں حضور اپنی کتاب مواہب الرحمن لکھ رہے تھے۔ اسمیں لکھا کہ ایسے سنجیدہ معاملہ میں ایک کذاب اور لئیم ہی جھوٹ اور کمینگی سے کام لے سکتا ہے۔ یہی چیز بنائے دعویٰ تھی۔ مگر بعد میں معلوم ہوا کہ یہ مقدمہ مختلف لحاظ سے حضور کی صداقتوں کا مظہر تھا اور بڑا بابرکت تھا۔

الہام رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَ انْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ جو اسی مقدمہ کی نسبت تھا جیسا ایسا ہوا۔ جسکی نسبت حقیقۃ الوحی کے نشان ۱۰۸ میں ایک دیار کے ماتحت لکھا گیا ہے

مولوی کرم دین جہلمی کی سزا یابی اور مقدمہ سے ایک سال پیشتر حضور کو دکھلایا گیا کہ وہ کسی عدالت میں گرفتاروں کی طرح پیش کئے گئے ہیں۔ مگر کچھ مدت کے بعد اس سے نجات حاصل ہو گئی ہے اور حضور کو بشارت دیگئی کہ دشمن کذاب مہین ہے۔ اور یہ قبل از مقدمہ اور فیصلہ مقدمہ الحکم اور البدر میں شائع ہوا۔

جنوری کا مہینہ اور ۱۹۰۳ء کا سال تھا کہ حضور پہلی دفعہ اس مقدمہ کی پیروی کیلئے جہلم تشریف لے گئے۔ آج بھی وہ لوگ بکثرت موجود ہیں جنہوں نے آنکھوں سے یہ نظارہ دیکھا ہے کہ راہ میں ہر ایک ریلوے سٹیشن پر خلقت کا ازدحام اور پلیٹ فارموں پر وہ دھکا پیل تھا کہ گورنمنٹ کو خاص انتظام کرنا پڑا۔ جہلم میں خلقت کا یہ حال تھا کہ انبوہ کثیر ایک دریا کی طرح ٹھاٹھیں مار رہا تھا اور ہر طرف حضور اور حضور کے دعویٰ کا ذکر تھا۔ گیارہ سو اشخاص نے صرف جہلم کے مقام پر بیعت کا شرف حاصل کیا۔ جو اس شدید مخالفت کے وقت اتنی بڑی کامیابی تھی جسکی نظیر ملنا مشکل ہے۔ اس طریقہ سے اللہ تعالیٰ نے اپنے اس الہام کو پورا کیا جو جہلم جاتے ہوئے راہ میں ہوا۔ اُرِیْکَ بَرَکَاتٍ مِنْ کُلِّ طَرَفٍ۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اگرچہ مقدمہ کی ابتدائی کارروائی جہلم میں ہوئی مگر بعد میں مسل مقدمہ جہلم سے گورداسپور منتقل کر دی گئی۔ جہاں مجسٹریٹ متعلقہ نے مقدمہ کی سماعت کو بہت طول دیا اور تاریخہائے سماعت مقدمہ کا تعین اس طرح پر کرتا رہا کہ حضور کو قادیان اور گورداسپور میں بار بار آمد و رفت سے خاص تکلیف کا سامنا ہو۔ اسلئے حضورؑ عام طور پر گورداسپور ٹھہرا کرتے تھے۔

حضورؑ گورداسپور ہی تھے اور اس روز عدالت میں پیشی ہونا تھا کہ حضورؑ کو الہام ہوا۔ یَسْئَلُوْنَکَ عَنْ شَانِکَ۔ قُلِ اللّٰہُ ثُمَّ ذَرْھُمْ فِیْ خَوْضِھِمْ یَلْعَبُوْنَ یعنی تیری شان کے متعلق دریافت کریں گے کہ تیری کیا شان ہے اور کیا مرتبہ ہے۔ کہدے وہ خدا ہی ہے جس نے یہ مرتبہ مجھے بخشا ہے۔ پھر انکو لہو و لعب میں چھوڑ دے۔ یہ صبح کا وقت تھا آپؑ نے اپنے تمام ہمراہیوں کو یہ الہام سُنایا۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین اور مولوی محمد علی صاحب بھی اُن میں شامل تھے۔

چونکہ اس مقدمہ سے قبل لیکھرام کا واقعہ ہو چکا تھا اور وہ قدرت کے ہاتھوں اپنے کیفرِ کردار کو پہنچ چکا تھا ہندو قوم بالعموم اور آریہ بالخصوص حضورؑ کے خلاف آپے سے باہر ہو رہے تھے۔ مجسٹریٹ آریہ تھا۔ ایک شخص نے ایک روز حضورؑ سے کہا کہ بعض آریوں نے مجسٹریٹ سے کہا ہے کہ اب یہ بچ کر نہ جائے آپؑ کی طبیعت کچھ خراب سی تھی اور چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے، یہ سُن کر جوش سے اُٹھ کھڑے ہوئے آپؑ کا چہرہ سُرخ ہو گیا اور فرمایا "کیا یہ لوگ مجھے اپنا شکار سمجھتے ہیں مَیں شکار نہیں ہوں، مَیں تو خدا کا شیر ہوں اور خدا کے شیر پر کوئی شخص ہاتھ تو ڈال کر دیکھے"

آتمارام مجسٹریٹ کا دل کینہ سے ملوث تھا۔ وہ کسی نہ کسی طرح حضورؑ کو سزا دینا چاہتا تھا تاکہ قومی خدمت کر سکے۔ دشمنی اور تعصب نے اُس کو اندھا کر رکھا تھا۔ اس لئے اللہ تعالےٰ نے دوران مقدمہ حضورؑ پر روشن کیا کہ آتمارام اولاد کے ماتم میں مبتلا ہوگا۔ حضورؑ نے یہ کشف اپنی جماعت کو سنا دیا۔ جیسا کہ حقیقۃ الوحی صفحہ ۱۲۲ پر بھی درج ہے۔ اور اسکے قریباً ۲۰، ۲۵ یوم بعد آتمارام کے دو لڑکے یکے بعد دیگرے مر گئے اگرچہ وہ حضورؑ کو قید کی سزا تو نہ دے سکا لیکن اُس نے ۵۰۰/- روپیہ جرمانہ کی سزا دی (حقیقۃ الوحی میں ۷۰۰/- لکھا ہے۔ اور سلسلہ احمدیہ مصنفہ مرزا بشیر احمد صاحب میں ۵۰۰/- لکھا ہے)

انہی ایام میں حضورؑ نے قبل از فیصلہ مقدمہ اللہ تعالیٰ سے خبر پا کر کہا کہ یہ عدالت تو سزا دے گی مگر بڑی عدالت میں بریت ثابت ہو جائے گی۔ عصر کے قریب جب عدالت میں حضورؑ تشریف لے گئے تو وکیل فریق ثانی نے یہی سوال کیا کہ "کیا آپ کی شان اور آپ کا مرتبہ ایسا ہی ہے جیسا کہ کتاب تریاق القلوب میں لکھا گیا ہے؟" گویا صبح کا الہام قبل از شام اللہ تعالےٰ نے پورا کر دیا۔

چونکہ اللہ تعالےٰ کے علم میں تھا کہ جماعت کے بعض اشخاص کسی وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے عقیدہ نبوت میں غلط توجیہیں پیدا کریں گے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

گیا کہ ایسا کرنے والوں کو اس مقدمہ کی پیروکاری کے لئے منتخب کر دیا۔ چنانچہ خواجہ کمال الدین صاحب بی۔ اے۔ ایل ایل۔ بی اور مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے۔ ایل ایل۔ بی حضورؑ کی طرف سے بحیثیت وکلا پیش ہوتے رہے۔ اور سلسلہ کا مشہور و معروف مخالف مولوی ثناء اللہ امرتسری بحیثیت گواہ استغاثہ پیش ہوا۔ جس نے اقرار کیا کہ "مرزا صاحب کا دعویٰ دعویٰ نبوت ہے۔ انبیاء مدعیٔ نبوت ہوتے ہیں اور انبیاء نے اپنے مکذبین کو کذاب کہا ہے۔"

حضورؑ کے دعویٰ نبوت اور مسئلہ اجرائے نبوت پر خوب بحثیں ہوئیں اور علمائے اسلام کی بڑی بڑی مستند کتابیں مثلاً اقتراب الساعۃ، تحذیر الناس، تکملہ مجمع البحار، ترجمہ نصوص الحکم، فتوحات مکیہ اور حدیث کی مشہور کتاب مسلم حضورؑ کے دعویٰ اور اجرائے نبوت کے ثبوت میں پیش کی گئیں اور سلسلہ کے ہر دو وکلاء صاحبان کامیاب ہوئے۔ مگر یہ عجیب چیز ہے کہ وہ حوالہ جات پیش کرنے والے آج کہہ رہے ہیں "میں مرزا صاحب کو نبی قرار دینا نہ صرف اسلام کی بیخکنی سمجھتا ہوں بلکہ میرے نزدیک خود مرزا صاحب پر بھی اس سے بڑی زد پڑتی ہے۔" لیکن آج ریکارڈ مسل کہنے والوں کے سابقہ عقیدہ کی غمازی کر رہا ہے۔ اور وہ دلیلوں اور سینٹوں کی آغوش میں پناہ لے رہے ہیں۔

لہٰذا "کذاب" اور "لئیم" پر بہت بحث ہوئی مولوی کرم دین اور اس کے تین وکلاء (جن کو اللہ تعالیٰ نے ایک رؤیا میں تین سانڈھوں سے تشبیہ دی تھی) یہ ثابت کرتے تھے کہ لئیم کے معنی ہیں ولد الزنا اور کذاب کے معنی ہمیشہ جھوٹ بولنے والا۔ عدالت ماتحت میں یعنی آتما رام مجسٹریٹ کی عدالت میں یہی معنی تسلیم کئے گئے۔ اس پر حضورؑ کو الہام ہوا:۔

"معنی دیگر نہ پسندیم ما"

جب ڈویژنل جج بہادر کی عدالت واقعہ امرتسر میں مرافعہ پیش ہوا تو اس نے بعد ملاحظہ مسل بعجلت فیصلہ کر دیا۔ اور لکھا کہ "معمولی بات کے لئے مقدمہ کو اس قدر طول دیا گیا ہے۔ اور "کذاب" اور "لئیم" کی وہ شرح تسلیم کی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے تھے۔ نیز لکھا کہ کرم دین ان کا مستحق ہے۔ لہٰذا جرمانہ واپس کیا جاوے۔"

ہماری جماعت کی طرف سے بھی ایک دعویٰ بالمقابل کرم دین پر کیا ہوا تھا جس کے مدعی ایڈیٹر الحکم تھے۔ اس میں کرم دین کو پچاس روپیہ جرمانہ ہوا جو عدالت اپیل میں بھی بحال رہا۔

اس واقعہ پر نظر دوڑاؤ تو کس قدر نشان حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کے نظر آتے ہیں۔

مصباح میں اشتہار دینا

کلید کامیابی ہے

لہٰذا آپ بھی مصباح میں اشتہار دیکر اپنی تجارت کو فروغ دیجئے!!

"مینیجر"

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سُبحان اللہ وبحمدہٖ

(از عبدالسلام اختر ایم۔ اے)

قلب کو گرمانے والا۔ کون ہے تیرے سوا
رُوح کو تڑپانے والا۔ کون ہے تیرے سوا

کس کے جلوے ہیں ستاروں کی پھبن میں ضَو فشاں
چاند کو شرمانے والا۔ کون ہے تیرے سوا

میری تنہائی کے پردوں میں حجاب اندر حجاب
روشنی دکھلانے والا۔ کون ہے تیرے سوا

رات کی تاریکیوں میں شمع دکھلاتا ہے کون
صُبح کیساتھ آنے والا۔ کون ہے تیرے سوا

درد کی لذت بڑھا کر کون دیتا ہے دوا
چھیڑ کر چھپ جانے والا۔ کون ہے تیرے سوا

اپنے بیگانے بھی جب مُنہ موڑ لیتے ہیں تمام
وقت پر کام آنے والا۔ کون ہے تیرے سوا

جنکا دل ہو گردشِ شام و سحر سے بیقرار
اُنکا دل بہلانے والا۔ کون ہے تیرے سوا

تجھ کو کوئی بھول بھی جائے تو تُو رہتا ہے ساتھ
اسقدر غم کھانے والا۔ کون ہے تیرے سوا

برگ و گُل تیرے لئے سحر و چمن تیرے لئے
میری ہستی کا ہر اندازِ سخن تیرے لئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نتیجہ امتحان قرآن مجید تیسرا پارہ اور کتاب "تجلیات الٰہیہ"

لجنہ اماء اللہ مرکزیہ کی طرف سے قرآن مجید کے تیسرے پارہ اور کتاب تجلیات الٰہیہ کا امتحان مورخہ ۶ مئی بروز اتوار منعقد ہوا۔ ربوہ سے ۱۹ ممبرات شامل ہوئیں اور بیرونی لجنات سے ۲۷ ممبرات شامل ہوئیں۔ بیرونی لجنات میں سے اول آنیوالی بشریٰ خاتون بنت ڈاکٹر بھائی محمود احمد صاحب ہیں۔ ۹۶/۱۰۰ نمبر حاصل کئے۔ اللہ تعالیٰ مبارک کرے۔

جن ممبرات کے نام نتیجہ میں درج نہیں ہیں وہ ناکام رہیں۔

صفیہ ثاقب سیکرٹری تعلیم لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

نمبر شمار	مقام و اسماء	نمبر حاصل کردہ	نمبر شمار	مقام و اسماء	نمبر حاصل کردہ	نمبر شمار	مقام و اسماء	نمبر حاصل کردہ
	ربوہ بلاک "ج"		۱۵	فاطمہ بیگم	۶۰	۲۷	منیرہ اشرف	۵۷
۱	منظور النساء	۹۰/۱۰۰	۱۶	رقیہ بیگم	۴۳	۲۸	حمیدہ خانم	۵۸
۲	سلیمہ قدسیہ	۸۸	۱۷	امۃ الاعلیٰ	۳۷	۲۹	رشیدہ خاتون	۴۳
۳	امۃ الحفیظ	۸۷	۱۸	فاطمہ بیگم	۵۴			
							سیالکوٹ شہر	
۴	صدیقہ	۸۲		شاہ پور صدر				
۵	صفیہ صدیقہ	۷۰	۱۹	بشریٰ خاتون	اول ۹۶/۱۰۰	۳۰	رضیہ بیگم بنت کرم الٰہی	۶۷
۶	سیدہ صبیحہ کوثر شاہ	۶۰		ڈگری سندھ		۳۱	امۃ الرحمن	۶۰
۷	امۃ الحفیظ بیگم جنرل سٹور	۶۰	۲۰	بیگم مرزا مبارک احمد	۹۰	۳۲	سیدہ رشیدہ بیگم	۶۶
	ربوہ بلاک "ب"		۲۱	وصفیہ بیگم	۴۸			
							پشاور چھاؤنی	
۸	سکینہ بیگم	۵۸	۲۲	سردار اختر	۳۲/۵۰			
۹	امۃ النصیر	۴۷	۲۳	محمودہ بیگم	۳۰/۵۰	۳۳	مبارکہ بیگم	۳۶
۱۰	سعیدہ بیگم	۸۳		جیکب آباد سندھ			لائلپور	
۱۱	نذیرہ بیگم	۵۳	۲۴	امۃ الحفیظ	۷۵/۱۰۰	۳۴	زبیدہ بیگم	۴۲
۱۲	نصرت جہان بیگم	۶۸		راولپنڈی		۳۵	سعیدہ بیگم	۳۹
۱۳	سیدہ رشیدہ بیگم	۴۶	۲۵	حکمت اللہ	۶۴	۳۶	امۃ الرؤف	۵۷
۱۴	سیدہ عزیزہ بیگم	۴۳	۲۶	نعیمہ خاتون	۸۰		قلعہ صوبا سنگھ	

Digitized by Khilafat Library Rabwah

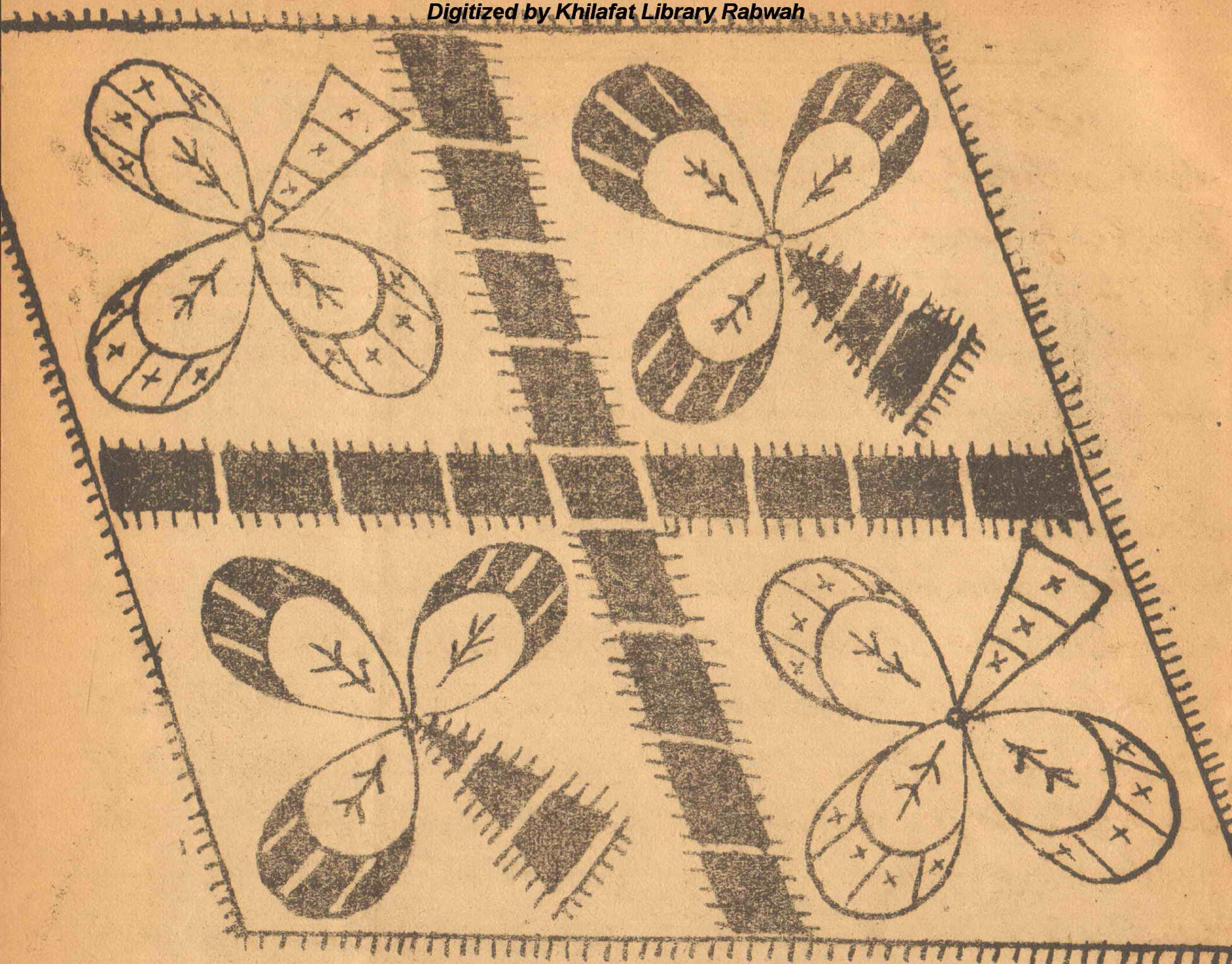

ترکیب تیاری: خاکہ سے بخوبی عیاں ہے۔ تمام خاکہ ٹن ہول اسٹچ سے تیار کیا جائیگا۔ سیاہ جگہ سے نیز جہاں اس قسم × کے نشان ہیں تمام کپڑا کاٹ دیا جائے گا۔ یہ خاکہ اپلیک ورک میں بھی نہایت خوبصورتی سے تیار کیا جا سکتا ہے۔ پھول خوبصورت رنگین کپڑے سے۔ ڈنڈی سبز رنگ کے کپڑے سے تیار کریں۔ درمیانی کراسنگ لائنز پر رنگدار پائپنگ لگائیے۔ یہ خاکہ کشمیری کڑھت سے بھی تیار کیا جا سکتا ہے۔ اپلیک ورک میں بناتے وقت اگر کپڑا جس پر خاکہ ٹریس کیا جاوے رنگین ہو تو پھر پھول وغیرہ سب سفید کپڑے سے بنائے جائیں گے۔ جو بہنیں شیشہ کا کام جانتی ہیں وہ جہاں اس قسم کے × ہیں وہاں شیشہ بھی جڑ سکتی ہیں۔

مرسلہ
حسن آرا بٹ۔ گوجر خاں
ضلع راولپنڈی

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وصیتیں

نوٹ:۔ وصایا منظوری سے قبل اسلئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کوئی اعتراض ہو تو دفتر کو اطلاع کر دے۔ (سیکرٹری بہشتی مقبرہ)

نمبر ۱۳۰۲۰:۔ میں مرزا خورشید احمد ولد مرزا عزیز احمد صاحب قوم مغل عمر ۵۵ سال ساکن قادیان حال ربوہ ضلع جھنگ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ ستمبر ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میرا جیب خرچ اسوقت مبلغ ۲۰/- روپیہ ماہوار ہے میں اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میری جائداد اسوقت کوئی نہیں ہے میری جو جائداد آئندہ ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے بعد جو میری جائداد ثابت ہو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ خاکسار:۔ العبد مرزا خورشید احمد ابن مرزا عزیز احمد ربوہ۔ گواہ شد:۔ سید محمود احمد ابن حضرت میر محمد اسحاق صاحب مرحوم۔ گواہ شد:۔ سید محمد عالمگیر محاسب صدر انجمن احمدیہ۔

نمبر ۱۲۹۳۵:۔ میں عنایت اللہ ولد چوہدری امام الدین صاحب ساکن بھوڈی ہلسیاں ڈاکخانہ بدوملہی ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۵ر اکتوبر ۱۹۵۰ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد فی الحال کوئی نہیں ہے کیونکہ میرے والد صاحب خدا کے فضل سے زندہ ہیں صرف سالانہ آمدنی پر گذارہ ہے جو قریباً ۳۰۰/- تین صد روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی جائداد اور ثابت ہوگی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:۔ عنایت اللہ ولد چوہدری امام الدین بھوڈی ہلسیاں ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا۔ گواہ شد:۔ چوہدری امام الدین والد موصی۔ گواہ شد:۔ سکندر علی ولد چوہدری نبی بخش بھوڈی ہلسیاں ضلع سیالکوٹ۔

نمبر ۱۲۹۴۹:۔ میں مستری عنایت اللہ ولد مستری اللہ دتا صاحب ساکن مالوکے ڈاکخانہ قلعہ صوبا سنگھ ضلع سیالکوٹ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴ر جنوری ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد کوئی نہیں ہے صرف ماہوار آمدنی پر گذارہ ہے جو اندازاً ۱۵/- روپیہ ہے اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ دکانداری کا کام معمولی ہے۔ آمدنی کی کمی بیشی کے مطابق حصہ آمد ادا کرتا رہونگا۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی جائداد ثابت ہوگی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:۔ عنایت اللہ ولد مستری اللہ دتا صاحب سکنہ مالوکے ضلع سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ قریشی محمد خیر دین انسپکٹر بیت المال سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ خورشید احمد انسپکٹر وصایا حال سیالکوٹ۔

نمبر ۱۲۹۴۷:۔ میں چوہدری عبدالرشید ولد چوہدری اللہ بخش صاحب ساکن محلہ واٹر ورکس سیالکوٹ شہر بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲ر فروری ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ اسوقت میری ذاتی کوئی جائداد نہیں ہے۔ بذریعہ ملازمت ماہوار آمد مبلغ ۸۶/- روپیہ ہے۔ اس آمدنی کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ میرے مرنیکے بعد اگر کوئی میری جائداد منقولہ یا غیر منقولہ ثابت ہو تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:۔ عبدالرشید کلرک دفتر ایڈیشنل ڈپٹی کمشنر سیالکوٹ یا دفتر بندوبست اراضیات سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ مرزا محمد حیات ٹرنک بازار سیالکوٹ۔ گواہ شد:۔ محمد بشیر بھٹی نزد میڈیکل سیالکوٹ۔

نمبر ۱۲۹۵۹:۔ میں چوہدری ناظر علی ولد چوہدری جھنڈے خاں ساکن چک ۲۰۱ ر ب ڈاکخانہ شاہ کوٹ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ر فروری ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری جائداد حسب ذیل ہے۔ عارضی الاٹ شدہ زمین چھ ایکڑ چک ۲۰۱ ر ب ضلع لائلپور میں ہے اور یہ زمین میں نے بٹائی پر دی ہوئی ہے۔ اسکی آمدنی کی وصیت ۱/۱۰ حصہ کی بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ باقی میری زمین جو کلیم فارم کے ذریعہ آتی ہے وہ ۲۵ یا ۲۶ ایکڑ ہے جو ابھی تک الاٹ نہیں ہوئی اگر الاٹ ہوگئی تو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اسکی سابقہ قیمت جو ہمارے گاؤں اور موضع ڈاکخانہ دیال گڑھ ضلع گورداسپور میں تھی وہ ایک ہزار روپیہ فی ایکڑ تھی اگر یہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:- چوہدری ناظر علی ولد جھنڈ یخاں صاحب کھوکھر چک ۹۶ ر ب ڈاکخانہ شاہ کوٹ ضلع لائلپور۔ گواہ شد:- محمد علی برادر موصی مذکور۔ گواہ شد:- حکیم رحیم بخش سندر گڑھی دیہاتی مبلغ علاقہ لاٹھیانوالا چک ۱۹۲ ر ب +

نمبر ۱۲۹۸۳ا:- میں محمد ابراہیم جنجوعہ ولد میراں بخش صاحب مکان نمبر ۵۸ وارڈ ۲ ڈاکخانہ حسین آگاہی ضلع ملتان بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳ مارچ ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ مجھے موضع مبارک تحصیل ملتان چاہ گمبانوالہ میں ۵ کلّے اراضی الاٹ ہوئی ہے جو میرے کنبہ کیلئے ہے چونکہ اراضی میرے نام پر الاٹ ہے اسلئے میں اسکو درج وصیت کرتا ہوں۔ اس اراضی کی آمدنی اندازاً -/۲۰۰ روپیہ سالانہ ہے اسکی آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اسکے علاوہ میرے پوتوں کی طرف سے اراضی کی پیداوار اندازاً مبلغ -/۵۰ روپیہ سالانہ ہوجاتی ہے جبتک یہ آمدنی مجھے ہوتی رہیگی اس کا ۱/۱۰ حصہ ادا کرتا رہونگا۔ میری جائداد جو ہندوستان میں رہ گئی ہے اگر وہ واپس ملی تو اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات پر جو جائداد ثابت ہو اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:- محمد ابراہیم بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد یعقوب بقلم خود۔ گواہ شد:- عبد الرزاق پسر چوہدری محمد ابراہیم بقلم خود۔ گواہ شد:- محمد حیات ولی احمدی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ملتان +

نمبر ۱۲۹۶۱:- میں چوہدری محمد علی صاحب ولد چوہدری جھنڈ یخاں صاحب ساکن چک ۹۶ ر ب ڈاکخانہ شاہ کوٹ ضلع لائلپور بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۶ فروری ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ مجھے جس ایکڑ زمین چک ۹۶ ر ب ضلع لائلپور میں عارضی طور پر الاٹ ہوئی ہے اور یہ میں نے بٹائی پر دی ہوئی ہے۔ اسکے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ باقی میری زمین کلیم فارم کے ذریعہ جو آئی ہے وہ ۵۵ یا ۱۲۶ ایکڑ ہے جو ابھی تک مجھے الاٹ نہیں ہوئی۔ اگر الاٹ ہوگئی تو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اور اسکی سابقہ قیمت جو ہمارے گاؤں کھوکھر متصل اودھووال ڈاکخانہ دیالگڑھ ضلع گورداسپور میں تھی وہ ایک ہزار روپیہ فی ایکڑ تھی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میری وفات کے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:- محمد علی ولد جھنڈ یخاں چک ۹۶ ر ب ڈاکخانہ شاہ کوٹ تحصیل جڑانوالہ ضلع لائلپور۔ گواہ شد:- ناظر علی برادر حقیقی موصی مذکور۔ گواہ شد:- حکیم رحیم بخش دیہاتی مبلغ علاقہ ٹھیانوالہ چک ۱۹۲ ر ب +

نمبر ۱۳۰۰ا:- میں چوہدری عبد الکریم ولد چوہدری فرید بخش صاحب ساکن چک [illegible] ڈاکخانہ بیچہ وطنی ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میری اسوقت کوئی جائداد نہیں۔ ماہوار آمدنی بذریعہ تجارت مبلغ -/۵۰ روپیہ ہے جبتک تازیست اپنی ماہوار آمدنی کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا رہونگا۔ اور اگر کوئی جائداد اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر متروکہ جائداد ثابت ہو اسکے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد:- عبد الکریم ولد چوہدری فرید بخش [illegible] ضلع منٹگمری۔ گواہ شد:- [illegible] گواہ شد:- عبد العزیز برادر حقیقی موصی [illegible]

Digitized by Khilafat Library Rabwah

نمبر ۱۳۰۰۳ :- میں رابعہ بیگم زوجہ راجہ عبدالقدیر صاحب ساکن چک 2/1.R.8 ڈاکخانہ رینالہ خورد ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۸ مارچ ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حق مہر مبلغ ایکہزار روپیہ -/1000 اپنے خاوند سے وصول کر کے زیور بنوا لیا ہے اسکے 1/10 حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر جائداد ہوگی اسکے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ :- رابعہ بیگم بقلم خود۔ گواہ شد :- راجہ عبدالقدیر بقلم خود (خاوند موصیہ) گواہ شد :- احمد حسین معلم ہائی اسکول رینالہ۔

نمبر ۱۳۰۰۴ :- میں رحمت بی بی زوجہ عبدالعزیز صاحب سکنہ چک 39/12.L ڈاکخانہ چیچاوطنی ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۲ اپریل ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری جائداد حق مہر مبلغ -/200 روپیہ ہے اسکے 1/10 حصہ کی وصیت کرتی ہوں۔ یہ وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی جائداد اور پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے بھی 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ :- رحمت بی بی زوجہ عبدالعزیز صاحب چک 39/12.L ضلع منٹگمری۔ گواہ شد :- عبدالعزیز خاوند موصیہ (نشان انگوٹھا) گواہ شد :- محمد یوسف سیکرٹری مال چیچہ وطنی ضلع منٹگمری۔

نمبر ۱۳۰۰۸ :- میں چوہدری عبدالعزیز ولد چوہدری فرید بخش صاحب ساکن چک 32/12.L ڈاکخانہ چیچہ وطنی ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۷ اپریل ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ موجودہ وقت میری جائداد ایک جوڑی بیل جنکی قیمت -/500 روپیہ ہے اور ایک عدد بھینس قیمتی -/300 روپیہ ہے۔ میں اسکے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ میں داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دیجائیگی۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائداد پیدا کروں تو اسکی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہونگا اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنیکے وقت جس قدر میری جائداد ہوگی اسکے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ العبد :- عبدالعزیز ولد فرید بخش۔ گواہ شد :- عبدالرحمن برادر موصی گواہ شد :- محمد یوسف سیکرٹری مال چیچہ وطنی ضلع منٹگمری۔

نمبر ۱۳۰۱۲ :- میں برکت النساء زوجہ شیخ رحمت اللہ صاحب ساکن ہڑپہ ڈاکخانہ خاص ضلع منٹگمری بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸ اپریل ۱۹۵۱ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔ میری اس وقت کوئی جائداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں ہے اور نہ ہی اسوقت کوئی زیور ہے۔ محض حق مہر بذمہ خاوند مبلغ -/200 روپیہ ہے۔ اسکے 1/10 حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ کرتی ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ ہر ماہ اسکی ادائیگی صدر انجمن احمدیہ کو کرتی رہونگی۔ اسکے علاوہ اگر کوئی جائداد یا زیور وغیرہ اسکے بعد پیدا کروں تو اسکی اطلاع صدر انجمن احمدیہ کو دیتی رہونگی اور اسپر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز اگر میرے مرنیکے بعد کوئی اور جائداد ہو تو اسکے 1/10 حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ پاکستان ربوہ ہوگی۔ الامۃ :- برکت النساء بقلم خود۔ گواہ شد :- عبدالکریم پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ ہڑپہ خاص ضلع منٹگمری۔ گواہ شد :- رحمت اللہ بقلم خود سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ہڑپہ و خاوند موصیہ۔